بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّ اَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

خلافت نمبر

ہفت روزہ بدر قادیان

THE WEEKLY "BADR" QADIAN - 143516.

جلد ۴۱

شمارہ ۲۰ - ۲۱

سلسلہ عالیہ احمدیہ کے دائمی مرکز قادیان کا تبلیغی، تعلیمی اور تربیتی ترجمان

۱۰/۱۷ ذیقعدہ ۱۴۱۲ھ | ۱۴/۲۱ ہجرت ۱۳۷۱ ہش | ۱۴/۲۱ مئی ۱۹۹۲ء

شبیہ مبارک سیدنا حضرت مولانا نور الدین صاحب خلیفۃ المسیح الاوّل رَضِیَ اللّٰہُ تعالیٰ عنہُ

"وہی کامیاب ہوگا

— جو حَبلُ اللہ کو ہاتھ سے نہ دے گا۔ پس اس وقت ضرورت ہے کہ تم میں عملی زندگی پیدا ہو۔ اور تفرقہ نہ ہو۔ مَیں پھر تمہیں اللہ کا حکم سناتا ہوں کہ وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا (اللہ کی رسی یعنی خلافت کو مضبوطی سے پکڑلو اور پراگندہ مت ہو) نجات کی .... ایک ہی راہ ہے کہ حبل اللہ کو مضبوطی سے پکڑو۔"

(ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضؓ۔ بدر ۴ جولائی ۱۹۱۲ء)

مدیر
منیر احمد خادم
نائبین
قریشی محمد فضل اللہ
محمد نسیم خان

اداریہ

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۱۴-۲۱ ہجرت ۱۳۷۱ ہش

خلافت - احمدیت کی عظیم الشان صداقت

اِس بات سے کس کو اِنکار ہے کہ سورج اپنی چمک دمک اور بے بہا گرمی و توانائی کے ساتھ روز ہی اِس دھرتی کے آسمان پر طلوع ہوتا ہے اور پھر ایک مقررہ وقت میں دنیا کے ایک حصّہ کو اور دُوسرے مقررہ وقت میں دوسرے حصّۂ ارض کو اپنے فیض سے فیضیاب کرتا ہے۔ لیکن ہزاروں لوگ اِس دنیا میں ایسے بھی ہیں جو اس کی چمک دمک اور روشنی سے اپنی نابینائی کے باعث کچھ بھی فائدہ نہیں اُٹھا سکتے۔ بالکل یہی حال اِس وقت خلافتِ احمدیہ کا ہے۔ جس سے لاکھوں احمدی اور بعض دُوسرے بھائی بھی دن رات استفادہ کر رہے ہیں۔ لیکن کئی ہیں جن کو اپنی روحانی نابینائی کے باعث اس عظیم الشان نور کی قدر نہیں۔ وہ اِس آبِ حیات سے محروم رہ کر رُوحانی اعتبار سے مُردوں کی سی زندگی گزار رہے ہیں۔

خلافتِ احمدیہ جو جماعتِ احمدیہ کے لئے ایک عظیم نعمت اور بیش قیمت دولت ہے وہ اس جماعت کی صداقت کی عظیم الشان دلیل بھی ہے۔ اس صداقت کو اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں یوں بیان فرمایا ہے:-

وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ فِی الْاَرْضِ کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ وَلَیُمَکِّنَنَّ لَھُمْ دِیْنَھُمُ الَّذِی ارْتَضٰی لَھُمْ وَلَیُبَدِّلَنَّھُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِھِمْ اَمْنًا یَعْبُدُوْنَنِیْ لَا یُشْرِکُوْنَ بِیْ شَیْئًا وَمَنْ کَفَرَ بَعْدَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْفٰسِقُوْنَ ○ (النُّور: آیت ۵۶)

ترجمہ:- اللہ نے تم میں سے ایمان لانے والوں اور مناسبِ حال عمل کرنے والوں سے وعدہ کیا ہے کہ وہ ان کو زمین میں خلیفہ بنا دے گا جس طرح ان سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا تھا۔ اور جو دین اُس نے ان کے لئے پسند کیا ہے (یعنی دینِ اسلام) وہ اُن کے لئے اُسے مضبوطی سے قائم کر دے گا۔ اور ان کے لئے خوف کی حالت کے بعد وہ امن کی حالت تبدیل کر دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے اور کسی چیز کو میرا شریک نہیں بنائیں گے اور جو لوگ اِس کے بعد بھی انکار کریں گے وہ نافرمانوں میں سے قرار دیئے جائیں گے۔

یہ آیتِ قرآنی جو آیتِ استخلاف کے نام سے مشہور ہے اس میں اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور تاقیامت بعد میں آنے والے مُسلمانوں سے وعدہ فرمایا ہے کہ اگر وہ ایمان پر قائم رہے اور اس کے تقاضوں کے مطابق اعمالِ صالحہ بجالاتے رہے تو ان میں سلسلۂ خلافت کو قائم کیا جائے گا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے جس کے متعلق قرآن مجید میں ہی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اللہ اپنے وعدوں کی خلاف ورزی نہیں کرتا (آل عمران: ۱۹۵) چنانچہ خلافت سے متعلق اس وعدۂ الٰہی کے ساتھ ہی فرمایا کہ مومن اور اعمالِ صالحہ بجالانے والے لوگوں میں جب خلافت قائم ہوگی تو وہ

- دینِ اسلام کی مضبوطی کا باعث ہوگی۔
- ہر قسم کا خوف امن میں بدل ڈالے گی۔
- ان میں سچی عبادت کا قیام ہوگا۔
- ان لوگوں سے شرک کوسوں دُور ہوگا۔
- اور ایسی خلافت کے منکرین فاسق کہلائیں گے۔

چنانچہ سرورِ کائنات فخرِ موجودات حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم فداہُ نفسی وابی وامّی کے وصالِ مبارک کے بعد ایمان اور اعمالِ صالحہ سے مشروط اِس وعدۂ الٰہی کے مطابق مسلمانوں میں خلافتِ راشدہ کا سلسلہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے وجود باجود سے شروع ہُوا اور پھر علی الترتیب حضرت عمر۔ حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہم کے مبارک ادوارِ خلافت کُل ملا کر تیسؔ سال تک جاری رہے۔ جن کے متعلق ایک دنیا جانتی ہے کہ اس دَور میں مسلمانوں کو وہ تمام برکات و فیوض حاصل ہوئے جو کہ وعدۂ الٰہی کے مطابق خلافتِ حقّہ اسلامیہ سے وابستہ ہیں۔ دینِ اسلام کو قوت و مضبوطی اور شان و شوکت حاصل ہوئی۔ ہر قسم کا خوف خواہ وہ سیاسی ہو یا اقتصادی، معاشرتی ہو یا اخلاقی، امن سے تبدیل ہوتا رہا۔ عبادتِ الٰہی کے قیام میں مسلمان پیش پیش رہے۔ شرک کا اس دَور میں نام و نشان نہ تھا۔

غرضیکہ صحیح اسلامی طرزِ زندگی اس دَور کی ایک عظیم دین ہے جس کو مسلمان تو مسلمان غیر مسلموں نے بھی تسلیم کیا ہے۔ یہاں تک ہندوستان کے عظیم سیاسی راہنما مہاتما گاندھی نے بھی کہا کہ اسلام کی اس شوکت کا راز تلوار پر مبنی نہیں بلکہ اس کے خلفائے اوّلین کی قوتِ برداشت، ان کی قربانی اور بزرگی پر منحصر ہے۔

بہرحال تیسؔ سال تک خلافتِ راشدہ قائم رہی لیکن جب مسلمانوں نے خلافت کی قدر نہ کی، ایمان اور اعمالِ صالحہ کے تقاضوں کو آہستہ آہستہ خیرباد کہنا شروع کر دیا، یکے بعد دیگر خلفاء جامِ شہادت نوش کرنے لگے۔ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے نواسے کو بھی نہایت بے دردی سے شہید کر دیا گیا تب یہ مشروط وعدۂ الٰہی بھی قائم نہ رہا۔ اور اِس طرح خلافت علیٰ منہاجِ نبوت کا خاتمہ ہُوا۔ اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک مبارک حدیث کے مطابق کاٹنے والی بادشاہت یعنی ایسی بادشاہت جس میں قتل و غارت کا سلسلہ تھا، شروع ہوئی۔ یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بعد بنوامیہ کی بادشاہت کے دَور کو بھی اگرچہ خلافت کا نام دیا جاتا ہے لیکن رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بادشاہت بلکہ "کاٹنے والی بادشاہت" کا نام دیا ہے۔ اور پھر فرمایا اِس کاٹنے والی بادشاہت کے بعد جبری بادشاہت کا دَور شروع ہوگا۔ اور پھر دوبارہ خلافت نبوّت کے طریق پر شروع ہوگی۔ یعنی جس طرح نبوّت ایک خدائی منصب ہے اور خدا کی عطا ہے اسی نہج پر خلافت کا ایک بار پھر قیام ہوگا۔ (مشکوٰۃ بابُ الاِنذار والتحذیر) گویا سورہ جُمعہ کی پیشگوئی کے مطابق ایک بار پھر آخرین میں رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی بروزی بعثت امام مہدی کی شکل میں ہوگی۔ جس کے ساتھ پھر خلافتِ راشدہ یعنی خلافتِ حقّہ اسلامیہ کا سلسلہ شروع ہوگا۔

قارئینِ کرام! وہ امام مہدی اور مسیح موعود حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اطاعت و فرمانبرداری اور آپؐ کی غلامی میں آپؐ کا ہمرنگ اور مثیل بن کر حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شکل میں آج سے ایک صدی قبل قادیان دارالامان کی مقدس بستی میں مبعوث ہو چکا ہے۔ اور آپ کے مُبارک وجود سے رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی خلافت کا دوبارہ آغاز ہو چکا ہے۔ اور جس طرح رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں اِسی طرح حضرت امام مہدی علیہ السلام خاتم الخلفاء ہیں جن کی کامل اطاعت و فرمانبرداری کے بغیر اب کوئی خلیفہ کامیابی سے ہمکنار نہیں ہو سکتا۔ اور اب سچا ایمان اور اعمالِ صالحہ کی حقیقی توفیق آپ ہی کی بیعتِ اطاعت سے نصیب ہو سکتی ہے۔

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیحِ موعود و مہدیٔ معہود علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے اعمالِ صالحہ بجالانے والی مومنین کی ایک ایسی جماعت قائم فرمائی جن میں خلافت کا مبارک سلسلہ جاری و ساری ہے۔ جماعتِ احمدیہ کے علاوہ آج تمام عالمِ اسلام کا آپ جائزہ لے لیں۔ باوجود انتہائی کوشش کے کئی مُسلمان لیڈر اور حکمران کہیں بھی خلافت کا قیام نہیں کر سکے۔ اور جو سامنے آئے انتہائی ذِلّت کا شکار ہوئے۔ حقیقت یہ ہے کہ خلافت کا قیام انسانی ہاتھوں سے عمل میں نہیں آسکتا۔ یہ خدائی عطا ہے جو اس کے وعدہ کے مطابق ایمان اور اعمالِ صالحہ کی شرط کے ساتھ مشروط ہے۔ اور اگر آج جماعتِ احمدیہ کے علاوہ باقی مسلمانوں میں خلافت قائم نہیں ہے اور کوئی ان کا واجب الاطاعت امام اور خلیفہ نہیں ہے تو اُنہیں نہایت سنجیدگی سے بغور اس امر کا جائزہ لینا چاہیئے کہ قیامِ خلافت کے متعلق وعدۂ الٰہی کیوں ان کے حق میں پُورا نہیں ہو رہا؟ اور اگر جماعتِ احمدیہ کے حق میں یہ الٰہی وعدہ پُورا ہو رہا ہے اور نہایت کامیابی سے یہاں خلافت کا مبارک سلسلہ اپنی پوری آب و تاب اور صداقت کے ساتھ قائم ہے تو اس کی کیا وجہ ہے؟ کیوں خدا نعوذ باللہ من ذٰلک بقول مخالفینِ احمدیت کے جھُوٹوں کے حق میں اپنا یہ وعدہ جو ایمان اور اعمالِ صالحہ کی شرط کے ساتھ مشروط ہے مُسلسل پورا کرتا چلا آ رہا ہے؟

(باقی دیکھئے صفحہ ۱۹ پر)

اَخبارِ اَحمدیّہ

بفضلہٖ تعالیٰ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز لندن میں بخیر و عافیت ہیں۔ الحمدُ لِلّٰہ۔
احبابِ کرام پیارے آقا کی صحت و سلامتی و درازیٔ عمر، مقاصدِ عالیہ میں معجزانہ فائز المرامی اور خصوصی حفاظت کے لئے دُعائیں جاری رکھیں۔ اللہ تعالیٰ حضورِ انور کا ہر آن حافظ و ناصر ہو۔ اور رُوح القدس سے آپ کی تائید و نصرت فرمائے۔
آمین۔

منیر احمد حافظ آبادی ایم۔اے پرنٹر و پبلشر نے فضلِ عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر: نگران بورڈ بدر قادیان۔

قرآنِ کریم میں اُمّتِ محمدیّہ کے لئے دائمی خلافت کا وعدہ فرمایا گیا ہے

خدا تعالیٰ نے خلافت کو تجویز کیا تا دُنیا کبھی اور کسی زمانہ میں برکاتِ رسالت سے محروم نہ رہے

ارشادِ باری تعالیٰ :

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ۭ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـــًٔا ۭ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝ (النّور: آیت ۵۶)

ترجمہ :- اللہ نے تم میں سے ایمان لانے والوں اور مناسب حال عمل کرنے والوں سے وعدہ کیا ہے کہ وہ اُن کو زمین میں خلیفہ بنا دے گا جس طرح ان سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنا دیا تھا۔ اور جو دِین اُس نے ان کے لئے پسند کیا ہے وہ ان کے لئے اسے مضبوطی سے قائم کر دے گا اور ان کے خوف کی حالت کے بعد وہ اسے ان کے لئے امن کی حالت میں تبدیل کر دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے اور کسی چیز کو میرا شریک نہیں بنائیں گے اور جو لوگ اس کے بعد بھی انکار کریں گے وہ نافرمانوں میں سے قرار دیئے جائیں گے۔

فرمانِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم :

عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَكُوْنُ النُّبُوَّةُ فِيْكُمْ مَا شَاءَ اللّٰهُ اَنْ تَكُوْنَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا اللّٰهُ تَعَالٰى ثُمَّ تَكُوْنُ خِلَافَةٌ عَلٰى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ مَا شَاءَ اللّٰهُ اَنْ تَكُوْنَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا اللّٰهُ تَعَالٰى ثُمَّ تَكُوْنُ مُلْكًا عَاضًّا فَتَكُوْنُ مَا شَاءَ اللّٰهُ اَنْ تَكُوْنَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا اللّٰهُ تَعَالٰى ثُمَّ تَكُوْنُ مُلْكًا جَبْرِيَّةً فَيَكُوْنُ مَا شَاءَ اللّٰهُ اَنْ يَكُوْنَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا اللّٰهُ تَعَالٰى ثُمَّ تَكُوْنُ خِلَافَةٌ عَلٰى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ ثُمَّ سَكَتَ۔

(مسند احمد بحوالہ مشکوٰۃ باب الانذار والتحذیر)

ترجمہ :- حضرت حذیفہ رضؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں نبوت قائم رہے گی جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا۔ پھر وہ اس کو اُٹھالے گا اور قدرتِ ثانیہ کے رنگ میں خلافتِ راشدہ قائم ہوگی۔ پھر اللہ تعالیٰ جب چاہے گا اِس نعمت کو بھی اُٹھالے گا پھر اس کی تقدیر کے مطابق کوتاہ اندیش بادشاہت قائم ہوگی جس سے لوگ دِل گرفتہ ہوں گے۔ اور تنگی محسوس کریں گے۔ جب یہ دَور ختم ہوگا تو اس کی دُوسری تقدیر کے مطابق ظالمانہ بادشاہت قائم ہوگی یہاں تک کہ اللہ تعالےٰ کا رحم جوش میں آئے گا۔ اور اس ظلم وستم کے دَور کو ختم کر دے گا۔ اس کے بعد پھر خلافت علیٰ منہاج النبوۃ قائم ہوگی۔ یہ فرما کر آپ خاموش ہو گئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السّلام فرماتے ہیں :-

"بعض صاحب آیت وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ کی عمومیت سے انکار کر کے کہتے ہیں کہ مِنْكُمْ سے صحابہؓ ہی مراد ہیں۔ اور خلافتِ راشدہ انہی کے زمانہ تک ختم ہو گئی اور پھر قیامت تک اسلام میں اس خلافت کا نام ونشان نہیں ہوگا۔ گویا ایک خواب وخیال کی طرح اس خلافت کا صرف تیس برس تک دَور تھا اور پھر ہمیشہ کے لئے اسلام ایک لازوال نحوست میں پڑ گیا۔"

"ان آیات (آیتِ استخلاف وغیرہا۔ ناقل) کو اگر کوئی شخص تامّل اور غور کی نظر سے دیکھے تو میں کیونکر کہوں کہ وہ اس بات کو سمجھ نہ جائے کہ خدا تعالےٰ اس اُمّت کے لئے خلافتِ دائمی کا صاف وعدہ فرماتا ہے۔ اگر خلافت دائمی نہیں تھی تو شریعتِ موسوی کے خلیفوں سے تشبیہ دینا کیا معنے رکھتا تھا۔"

"چونکہ کسی انسان کے لئے دائمی طور پر بقا نہیں۔ لہٰذا خدا تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ رسولوں کے وجود کو جو تمام دُنیا کے وجود سے اشرف و اَولیٰ ہیں ظلّی طور پر ہمیشہ کے لئے تا قیامت قائم رکھے۔ سو اسی غرض سے خدا تعالیٰ نے خلافت کو تجویز کیا تا دُنیا کبھی اور کسی زمانہ میں برکاتِ رسالت سے محروم نہ رہے۔ پس جو شخص خلافت کو تیس برس تک مانتا ہے وہ اپنی نادانی سے خلافت کی علّتِ غائی کو نظر انداز کرتا ہے اور نہیں جانتا کہ خدا تعالیٰ کا یہ ارادہ تو ہرگز نہ تھا کہ رسول کریمؐ کی وفات کے بعد صرف تیس برس تک رسالت کی برکتوں کو خلیفوں کے لباس میں رکھنا ضروری ہے۔ پھر بعد اس کے دُنیا تباہ ہو جائے تو ہو جائے کچھ پروا نہیں۔"

(شہادت القرآن)

خطبہ جمعۃ المبارک

ہر وہ چیز جو سطح ارض پر ہے موجود وہ مٹ جائے گی وہی باقی رہے گا جسے خدا کی رضا باقی رکھے

"تیرے کام کے ساتھ اُس کا نام ہمیشہ زندہ رہے گا"

حضرت سیدہ بیگم صاحبہ نوراللہ مرقدھا کے متعلق شادی سے قبل حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کو الہام الٰہی

"بی بی کی طرف سے آپ کو سلام کیونکہ وہ بار بار اظہار تشکر کرتی تھیں کہ جماعت کتنی پیاری ہے کتنی دعائیں کر رہی ہے"

جماعت سے جو میرا تعلق ہے وہ ایسا ہے کہ میں جماعت کے دل میں رہتا ہوں اور جماعت میرے دل میں رہتی ہے!

از سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ ۳ شہادت (اپریل) ۱۳۷۱ ہش / ۱۹۹۲ء بمقام مسجد فضل لندن

نوٹ:- مکرم منیر احمد صاحب جاوید کا درج ذیل خطبہ جمعہ ادارہ بدر اپنی ذمہ داری پر شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔ (ادارہ)

تشہد و تعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے سورۃ الرحمٰن کی درج ذیل آیات کی تلاوت فرمائی:-

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ۝ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ ۝ فَبِاَيِّ اٰلَاۤءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝ (الرحمٰن آیت ۲۷: ۲۹)

اور پھر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

وَيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ کی پر معارف تفسیر

سورہ رحمٰن کی جن آیات کی میں نے تلاوت کی ہے ان میں ایک ایسا عظیم الشان دائمی اعلان کیا گیا ہے جس میں کوئی تبدیلی نہیں اور توحید کا گہرا راز اس میں بیان فرمایا گیا ہے* کل من علیھا فان ہر وہ چیز جو سطح ارض پر موجود ہے وہ مٹ جائے گی باقی نہیں رہے گی فَانٍ - ہلاک ہونے والی ہے ویبقٰی وجہ ربک ذو الجلال والاکرام اس کا لفظی ترجمہ یہ ہے کہ تیرے رب کا چہرہ جو جلال اور اکرام والا چہرہ ہے صرف وہی باقی رہے گا لیکن اس آیت کے ترجمہ میں ترجمہ کرنے والوں کو دقت پیش آتی ہے اور اس لئے مختلف ترجمے پیش کئے جاتے ہیں "خدا کا چہرہ" سے کیا مراد ہے؟ بعض لوگ اس سے ذاتِ باری تعالیٰ مراد لیتے ہیں اور ترجمہ یہ کرتے ہیں کہ خدا کی ذات باقی رہے گی اور ہر دوسری چیز مٹ جائے گی بعض یہ ترجمہ کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی نگاہیں جس پر پڑیں اور جس کو خدا کا وجہ نصیب ہو جائے وہ مستثنیٰ ہے وہی باقی رہے گا جسے اللہ کی رضا حاصل ہو اور خدا کی رضا باقی رکھے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے یہی عارفانہ ترجمہ تفسیر صغیر میں فرمایا ہے کہ مراد یہ ہے کہ ہر چیز فانی اور بے معنی اور بے حقیقت ہے اور ان کی بقا کے بھی کوئی معنی نہیں جو اپنا نظر بھی آئیں وہی چیز باقی ہے جو رب کی رضا کے ساتھ باقی ہے اور رب کی رضا کے ساتھ زندہ ہے۔

* اور وحدت کے واحد اور احد ہونے کے باوجود بظاہر ذات سے اس کے تعلق کا راز اس میں کھولا گیا ہے۔

اس کے علاوہ اس میں ایک اور راز یہ بھی بیان فرمایا گیا کہ اگر کوئی چیزیں باقی رہتی ہیں تو وہ فی ذاتہٖ باقی نہیں رہ سکتیں۔ اس لئے یہ استفادہ کرنے متوجہ فرمایا کہ ہم خدا کے سوا بھی تو بے انتہا وجود دیکھتے ہیں اور مرنے کے بعد کی زندگی کا ہم سے وعدہ بھی کیا گیا ہے تو کل من علیھا فان سے کیا صرف یہ مراد ہے کہ ہر چیز اس دنیا سے مٹ کر ایک نئی زندگی میں داخل ہو گی، لیکن یہ مراد نہیں بلکہ مراد یہ ہے کہ اللہ کی ذات کے ساتھ جس کی وابستگی ہو گی اسے نئی زندگی ملے گی اور اُسے بقا نصیب ہو گی سوائے اس کے جسے خدا کا وجہ نصیب نہ ہو — وجہ سے مراد توجہ بھی ہے۔ رحمت شفقت پیار اور محبت کا تعلق یہ ساری باتیں پیار کی توجہ میں داخل ہوتی ہیں پس وجہ ربک کا مطلب یہ ہوگا کہ سوائے ان کے جن کو خدا کے پیار کی توجہ نصیب ہو وہ فنا ہونے والے وجود نہیں ہیں وہ ہمیشہ باقی رکھے جائیں گے۔ پس ان معنوں میں حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے اوّل اس آیت سے مراد ہیں اور سب سے اوّل یہ آیت آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی ذات ہی پر اطلاق پاتی ہے۔

آج جمعہ کا مبارک دن ہے اور ۲۹ رمضان ہے یہ جمعۃ الوداع کہلاتا ہے اس جمعہ کے آغاز ہی میں یعنی جب جمعرات کا سورج ڈھل گیا اور اسلامی نقطہ نگاہ سے جمعہ کی رات شروع ہو گئی اور جب انگریزی نقطہ نگاہ سے بھی رات کے بارہ بجے اور ایک دو منٹ اوپر ہوئے تو اس وقت میری بیوی کو اپنے رب کا بلاوا آ گیا۔ اس سے پہلے میں ان کا ذکر نہیں کیا کرتا تھا اس کی وجوہات ہیں اوّل یہ کہ مجھے ڈر تھا کہ اگر جذبات پہ قابو نہ رہا تو جماعت جو پہلے ہی نڈھال ہے بالکل ذبح کی حالت کو پہنچ جائے گی۔ جماعت سے جو میرا تعلق ہے وہ ایسا ہے کہ میں جماعت کے دل میں رہتا ہوں اور جماعت میرے دل میں رہتی ہے یہ ایسا تعلق ہے جو خطوں کا محتاج نہیں پیغاموں کا محتاج نہیں کسی کو بتانا نہیں پڑتا کہ اُسے مجھ سے کتنی محبت ہے مجھے کسی کو بتانا نہیں پڑتا کہ مجھے اس سے کتنی محبت ہے یہ ایسے جاری و ساری زندہ رشتے ہیں جو وجہ ربک کے طفیل ہمیں نصیب ہوئے ہیں اور وجہ ربک کی یہ علامات ہیں کہ الٰہی محبتیں اتنی شدت پکڑ جاتی ہیں کہ دوسری دنیاوی محبتیں ان کے مقابل پر کوئی حیثیت نہ رکھیں تو ایک تو یہ خوف دامنگیر تھا کہ کہیں میرے جذبات کے اظہار کے نتیجہ میں وہ احمدی جو پہلے ہی بہت شدت کے ساتھ میرا دکھ محسوس کر رہے ہیں اُن کی حالت غیر نہ ہو جائے۔

دوسرے یہ بات پیش نظر تھی کہ ضرورت ہی کیا ہے وہ جانتے ہیں میں جانتا ہوں۔ اطلاعیں مل رہی ہیں اور سب کو علم ہے کہ کیا صورت حال ہے تیسری ایک وجہ یہ تھی کہ باوجود اس کے کہ بعض رؤیا ایسی ملتی رہیں جن سے یہ لگتا تھا کہ شاید خدا تعالیٰ کی تقدیر شفا کی صورت میں ظاہر ہو لیکن بعض اور ایسی علامتیں ساتھ ساتھ جاری رہیں کہ جن کے نتیجہ میں یقین کے ساتھ جماعت کے سامنے کوئی نظریہ پیش نہیں کر سکتا تھا اگر خدا تعالیٰ کی طرف سے واضح طور پر وصال کی خبر ملتی تو تب بھی میں کسی رنگ میں جماعت کو تیار کرتا اگر واضح طور پر شفا کی خبر ملتی تو تب بھی میں تیار کرتا اور بتا

دیتا کہ خدا تعالیٰ نے یہ خوشخبری عطا فرمائی ہے جس طرح اس سے پہلے بتایا گیا اور بڑی شان کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے آپ کے حق میں وہ نظارہ پورا فرمایا تو اس وقت کوئی ایسی بات نہیں تھی۔ مثلاً میں آپ کے سامنے اب اس عرصہ کے کچھ واقعات کھول کر بیان کروں گا اس سے آپ کو اندازہ ہوگا کہ کس گومگو اور کشمکش کی حالت میں سے ہم گزرے ہیں۔

حضرت سیدہ بیگم صاحبہ نور اللہ مرقدہا کے مختصر حالاتِ زندگی

لیکن سب سے پہلے میں یہ بتاتا ہوں کہ آپ کی پیدائش ۱۹۳۶ء میں ۱۲ جنوری کو ہوئی اور اس لحاظ سے مجھ سے تقریباً ۸ برس چھوٹی تھیں اور ہماری شادی ۱۹۵۷ء میں جلسہ سالانہ کے بالکل قریب ہوئی۔ تاریخ تو مجھے یاد نہیں لیکن ۱۷ کا خیال آتا ہے کہ غالباً ۱۷ دسمبر کو ہوئی۔ اور ایک لمبا عرصہ ہمارا اس طرح اکٹھے گزرا کہ باوجود بعض اختلافات کے انہوں نے بڑے صبر کے ساتھ مجھ سے گزارا کیا۔ ذہنی اور معاشرتی اختلافات جو روزمرہ کے رہن سہن کے معیار ہیں ان کے نتیجہ میں پیدا ہو جاتے ہیں۔ ہمارے والدین نے ہمیں بچپن میں بہت ہی سادہ حالت میں رکھا اور نہایت غریبانہ حالت میں زندگی بسر ہوئی۔ باوجود اس کے کہ وہ ساری ضرورتیں بھی پوری ہوتی رہیں جو امیروں کے بچوں کو ان معنوں میں نصیب ہوتی ہیں کہ پہاڑوں پر جانا اور شکار وغیرہ دوسرے شوق پورے کرنا تاکہ کسی قسم کے احساس کمتری میں مبتلا نہ ہوں۔ لیکن حضرت مصلح موعودؓ نے بالارادہ ہمیں TOUGH بنانے کی کوشش کی اور سادہ زندگی کی جو تعلیم دوسروں کو دیتے تھے اپنے گھر میں بھی یہی تعلیم عملاً جاری تھی ان کے ہاں معیار زندگی ہمارے ہاں کے معیار سے بہت اونچا تھا۔ جب ہمارے گھر آئیں تو ایک واقف زندگی کے ساتھ بیاہی گئیں جس کا روزمرہ کا گزارا بھی بہت ہی معمولی تھا۔ تو بہت تکلیف میں وقت کاٹا لیکن بڑے ہی صبر کے ساتھ۔ کبھی مطالبے نہیں کئے۔ ساری زندگی میں مجھ پر یہ بوجھ نہیں ڈالا کہ وہ لاؤ جو تمہارے پاس نہیں ہے۔ مزاج کے اختلاف کی وجہ سے اور دینی پس منظر کے اختلاف کی وجہ سے رفتہ رفتہ بہت ہی توجہ اور پیار کے ساتھ اور سمجھا سمجھا کر ان کی تربیت کرنی پڑی شروع میں ان کو جماعت کی خواتین اور جماعت کی تنظیموں سے کوئی ذاتی تعلق نہیں تھا۔ لیکن رفتہ رفتہ اس تعلق کو قائم کیا۔ لیکن اس سے پہلے میں آپ کی شادی کے استخارہ سے متعلق ایک بات بتا دوں۔

قادیان میں ۴۶-۱۹۴۵ کی بات ہے کہ جب میں نے اُن کے ساتھ شادی کا پیغام دینے کا فیصلہ کیا۔ حضرت مصلح موعودؓ کی عادت تھی کہ بیٹوں سے بھی پوچھا کرتے تھے اور بیٹیوں سے بھی پوچھا کرتے تھے۔ اپنی مرضی نہیں ٹھونستے تھے۔ لیکن اگر کوئی غلط فیصلہ ہو تو اُسے سمجھا دیا کرتے۔ اور کہ یہ مناسب نہیں ہے۔ اس طرح ایک بہت ہی اعلیٰ پاکیزہ افہام و تفہیم کے ماحول میں سب کے رشتے طے ہوتے۔ تو میں نے جب ان سے شادی کا فیصلہ طے کرنا تھا تو اس سے پہلے استخارہ کیا۔ اور رؤیا کی حالت میں ابھی جاگتے ہوئے نہیں بلکہ غنودگی کی حالت میں الہام ہوا اور اس کے الفاظ یہ تھے کہ "تیرے کام کے ساتھ اس کا نام ہمیشہ زندہ رہے گا" اس وقت مجھے بڑا تعجب ہوا کہ میرے کون سے کام ہیں؟ وہم و گمان میں بھی نہیں آسکتا تھا کہ آئندہ خدا تعالیٰ مجھ سے کیا کام لے گا۔ لیکن اس میں یہ عجیب پیغام تھا کہ عملاً کاموں میں ان کو شرکت کی اتنی توفیق نہیں ملے گی۔ لیکن میرے تعلق کی وجہ سے خدا ان کو میرے کاموں میں شریک فرما دے گا۔ اور ان کو بھی اس کا ثواب پہنچتا رہے گا اس ثواب میں یہ ہمیشہ بڑے صبر اور رضا کے ساتھ حصہ لیتی رہیں۔ اور ان کے ... سے جس حد تک تعاون ممکن تھا ہمیشہ کیا۔ لیکن خاص طور پہ قادیان کے اس سفر کا میرے دل پر بہت گہرا اثر ہے

قادیان کا تاریخی سفر اور حضرت بیگم صاحبہ کی قربانی

جانے سے دو تین ہفتے پہلے اچانک ان کی حالت بگڑی ہے اور دراصل وہی وقت تھا جب پیٹ کا کینسر شروع ہو چکا تھا اور ہمیں اس کا علم نہیں تھا۔ ڈاکٹروں کا بھی اس طرف ذہن نہیں گیا۔ پتھری سمجھے رہے اور بعض ڈاکٹروں نے مشورہ دیا کہ پہلے یہاں اپریشن کروایا جائے پھر باہر کا سفر اختیار کیا جائے۔ ورنہ خطرناک ہے میرے لئے یہ اس وقت ممکن نہیں تھا کہ اگر میں ان کو چھوڑتا تو ان کے مزاج کا مجھے علم تھا۔ یہ میری موجودگی کے بغیر دوسرے خیال کرنے والے ہاتھوں میں تسلی نہیں پاسکتی تھیں۔ پھر بسا اوقات ایسا ہوتا تھا کہ ایلوپیتھی کی دوائیاں کام نہیں کرتی تھیں تو ہومیوپیتھی دینی پڑتی تھی اور خاص طور پر درد کے دوروں میں وہ بہت زیادہ مددگار ثابت ہوئیں۔ تو میں نے اُن کے سامنے یہ معاملہ رکھا کہ میں ٹھہر سکتا ہوں لیکن پھر قادیان کا پروگرام کینسل کرنا پڑے گا۔ اور ساری دنیا سے احمدی آرہے ہیں۔ خصوصاً پاکستانی بڑی محبت اور شوق سے آرہے ہیں۔ اور ہندوستان کے کونے کونے سے احمدی آرہے ہیں۔ لیکن آپ کا فیصلہ ہے۔ آپ بتائیں کہ آپ ٹھہریں گی یا جانا چاہیں گی۔ انہوں نے کہا: میں جاؤں گی۔ چنانچہ یہ جو قربانی تھی اس نے قادیان کا تاریخی جلسہ ممکن بنا دیا پس ان معنوں میں ہمارے اُن سب کاموں میں شریک ہوئیں۔ جو نیکی کے کام ہمیں قادیان میں کرنے کی توفیق ملی۔ اور یہ احسان مجھ پر بہت بھاری ہے۔

قادیان کے دنوں میں جب بیماری شدت اختیار کرتی تھی۔ اور درد سے تڑپتی تھیں تو مجھے کہا کرتی تھیں کہ کوئی دوائی دو اور میں بعض دوائیاں دیتا تھا۔ ایلوپیتھی دوائیاں بھی ساتھ جاری تھیں۔ مگر اُن سے پورا آرام نہیں آتا تھا۔ کیونکہ وہ کینسر کے نقطۂ نگاہ سے نہیں دی جارہی تھیں تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے بعض دفعہ تو چند منٹ کے اندر اندر سکون سے سو جایا کرتی تھیں۔ لیکن یہ بات دل میں جاگزیں ہو گئی تھی کہ میری بیماری بہت گہری ہے۔ اور ڈاکٹروں کو پتہ نہیں لگ رہا۔ مجھے کہتی تھیں کہ کینسر تو نہیں ہے۔ تو میں نے پھر جب ایک دفعہ دعا کی تو ایک عجیب رؤیا دیکھی۔ جس کی وجہ سے مجھے تسلی ہوئی۔ لیکن بعد کے حالات سے پتہ چلا کہ اللہ کی خاص شان تھی۔ ایک خاص رنگ میں اس نے تسلی کا اظہار فرمایا لیکن اس کے باوجود تقدیر بدلنے کا کوئی سوال نہیں تھا۔ تقدیر اپنی جگہ قائم رہی۔ ایک رؤیا میں میں نے دیکھا کہ ان کی والدہ آپا امۃ الحی ایک گھر میں کھڑی ہیں اور گھر کا نقشہ اس طرح ہے۔ جس طرح یہ مسجد لمبائی میں ہے۔ اور یہاں تقریباً ۳-۲ چوتھائی جگہ کے سامنے وہ میری طرف منہ کر کے جدھر سے میں آرہا ہوں کھڑی ہیں اور بائیں ہاتھ ایک نالی سے پار ایک کچن یعنی باورچی خانہ ہے۔ جس میں کوئی کھڑا ہے۔ اور کھانے پکے ہوئے ہیں اور آپا میرا استقبال کرتی ہیں۔ بڑے ہی خوشی سے کہتی ہیں کہ وہ آگیا ہے اور گھر کی حالت وہ یہ مجھے بتاتی ہیں کہ ساری نالیاں بند ہیں اور کھانا ساتھ تیار ہے۔ لیکن اس طرف نہیں آسکتا۔ اور کوئی نہیں کھا رہا اور پانی میں بالکل ٹھیک۔ اسی طرح کھانا موجود ہے۔ ساتھ یہ کہ ایک دفعہ پہلے بھی اس طرح نالیاں بند ہوئی تھیں۔ جب یہ آیا تو اس نے کوئی چیز چلائی اور آسمان کی طرف اڑ کر چھڑکی تیز گری اور نالیاں کھل گئیں۔ اب بھی ایسا ہی ہوگا کہ نالیاں کھل جائیں گی۔ تو اس پر صبح اٹھ کر مجھے یہ تعبیر سمجھ آئی کہ پہلے جب دل کی بیماری کا حملہ ہوا ہے تو اس وقت بھی معدہ کسی چیز کو قبول نہیں کرتا تھا اور الٹ دیتا تھا۔ اور ہمیں وجہ سمجھ نہیں آرہی تھی۔ ڈاکٹروں نے بھی معدہ کی دوائیاں دیں۔ لیکن کارگر ثابت نہیں ہوتی تھیں۔ جب ہسپتال میں داخل کرائی گئیں تو پتہ لگا کہ دل کی نالیاں بند ہیں اور نالیاں بند ہونے کی وجہ سے یہ ساری تکلیف تھی۔ چنانچہ ڈاکٹروں نے وہ نالیاں کھولیں اور بعد میں (ANGIOPLASTY) انجیو پلاسٹی بھی ہوئی۔ لیکن اس وقت تو وقتی طور پہ سنبھال لیا۔ اور جب امریکہ لیکر گئے تو انہوں نے کہا کہ یہ نالیاں کھولنی پڑیں گی اور اس وقت تو مجھے یہ ذہن میں نہیں تھا۔ لیکن جب یہ خواب آئی تو مجھے پہلی دفعہ سے مراد یہی نظر آئی کہ پہلے بھی نالیاں بند تھیں۔ قادیان میں بھی اور دورہ میں بھی کوئی چیز بھی معدہ میں نہیں ٹھہر رہی تھی الٹی آتی تھی اور بہت تکلیف کی حالت تھی جو بھی کھاتی تھیں وہ الٹ جاتا

تھا۔ اس لئے بڑی تیزی سے کمزور ہو رہی تھیں تو اس وقت خواب کے باوجود یہ اندازہ نہیں تھا کہ نالیاں بند ہونے سے کیا مراد ہے۔ لیکن جب یہاں آکر ڈاکٹر نے اپریشن کیا اور پتہ کی پتھری تشخیص کرتے ہوئے پتھری نکالنے کے لئے اپریشن کیا۔ تو اُس نے بغیر اپریشن کے پیٹ بند کر دیا اور مجھے یہ اطلاع بھیجی کہ ان کے معدے کی انتڑیوں کے ساتھ تعلق رکھنے والی نالیاں بند ہیں۔ اور اس وجہ سے کھانا الٹتا ہے۔ اندر جا ہی نہیں رہا میں نے اس کے متبادل کے طور پر انتڑی کو کاٹ کر معدہ سے براہ راست جوڑ دیا ہے۔ اور نالی کھل گئی ہے۔ چنانچہ اس کے بعد خدا کے فضل سے یہ سلسلہ جاری رہا۔ پھر جب کیموتھراپی کا وقت آیا تو ڈاکٹروں نے دیکھا کہ بہت سی چیزیں ایسی ہیں جو بہت ہی زیادہ لمبی بیماری اور تکلیفوں سے متاثر ہو چکی ہیں۔ جگر کا بڑا حصہ کینسر نے کھایا گیا تھا۔ گُردے جواب دے رہے تھے۔ اور خطرہ تھا کہ اگر گردے کی نالیاں بند ہو گئیں تو کسی قسم کی کیموتھراپی (CHEMOTHERAPY) نہیں دی جا سکتی ہمیں جب اُنہوں نے بتایا تو میں نے اپنی دوائی بھی شروع کی اور خاص طور پر دُعا پر بہت زور دیا تو جب نتیجہ نکلا تو ڈاکٹر EVAN کے الفاظ یہ تھے کہ DUCTS ARE OPEN نالیاں کھلی ہیں اور بڑے تعجب کا اظہار کیا کہ یہ نالیاں کس طرح کھل گئیں وہ سمجھتے تھے کہ بند ہو چکی ہونگی۔ جب میں نے یہ رؤیا گھر میں بچیوں کو بتائی۔ تو انہوں نے کہا: اس کا کیا مطلب ہے کہ شفاء ہو جائے گی؟ میں نے کہا: اللہ بہتر جانتا ہے۔ مجھے نالیاں کھلنے تک کا پیغام ہے اور یہ بات تو ہو چکی ہے تو عزیزہ فائزہ نے اپنے طور پر ہی تعبیر کی کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ابھی فکر کی بات ہے کیونکہ اتنا حصہ تو پورا ہو گیا ہے اللہ نے بعد میں کوئی خبر دی ہے کہ نہیں میں نے کہا کہ مجھے تو اس کے متعلق کوئی خبر نہیں ملی۔ ایک اور رؤیا اس وقت عزیزہ فائزہ نے ایک رؤیا بیان کی جو بالکل واضح تھی اور اسوقت سے پھر باوجود اس کے کہ دُعا میں کوئی کمی نہیں کی۔ اور خدا کے فضل سے توکل قائم رہا ہے۔ لیکن پیغام نظر آگیا تھا کہ کیا ہے۔ انہوں نے رؤیا میں دیکھا کہ عزیزہ نعیمہ کھوکھر جو یہاں لجنہ کی بڑی اچھی کارکن اور بی بی سے خصوصیت سے بہت تعلق رکھنے والی ہیں۔ اور ہمیشہ ہر رنگ میں بہت خدمت کرتی رہی ہیں۔ وہ آئی ہیں اور بی بی فائزہ کو کہتی ہیں کہ آپ نے جلسہ میں نظم پڑھنی ہے۔ اور اس کیلئے میں آپ کو تیاری کرواؤں گی۔ تو فائزہ کہتی ہیں کہ مجھے دُرِّ عدن دو میں اس میں سے نظم پڑھونگی۔ وہ کہتی ہیں نہیں، دُرِّ عدن سے نہیں پڑھنی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی ایک نظم ہے وہ چنی ہوئی ہے ایک عورت آپ کو پڑھ کر سنائے گی۔ اور وہی پڑھنی ہے۔ دوسری کوئی نہیں پڑھنی۔ حالانکہ ان کی عادت تحکم کی بالکل نہیں۔ فائزہ حیران ہوتی ہے۔ لیکن جب وہ عورت نظم پڑھتی ہے تو وہ یہ ہے ؎

"اک دن پیش ہوگا تو فنا کے سامنے
چل نہیں سکتی کسی کی کچھ قضا کے سامنے"

کہتی ہیں اتنی میٹھی اور اتنی پُر اثر آواز ہے کہ وہ دل میں ڈوبتی گئی اور سارے وجود پر ایک عجیب قسم کی سکینت طاری ہو گئی باوجود اس کے کہ ظاہر پیغام ڈرانے والا تھا یعنی پیغام موت کا ہے لیکن اس کے ساتھ ہی خدا تعالیٰ نے سکینت نازل فرما دی تو جب انہوں نے مجھے رؤیا سنائی تو ساری بات بالکل واضح نظر آرہی تھی۔

بہت سے احمدی دوست ایسی رؤیا دیکھتے رہے ہیں جن میں بظاہر خوشخبری تھی لیکن جن کو رؤیا کی پہچان ہو اُن کو اندازہ ہو جاتا ہے کہ اس کے کوئی معنی نہیں ہیں رؤیا میں جو پیغامات ملا کرتے ہیں وہ تعبیری زبان میں ملتے ہیں یا اللہ تعالیٰ کا ایک خاص انداز ہے جو تمام نظاروں سے خدا کی بھیجی ہوئی رؤیا کو مختلف کر دیتا ہے چنانچہ اکثر یہ جو رؤیا آتی ہے کہ ہم نے دیکھا کہ بی بی بہت بیمار ہیں بہت خطرناک حالت ہے اور پھر ایک دم اچھی ہو جاتی ہیں یہ اگر کوئی پیغام رکھتی ہیں تو خطرناک پیغام ہے کیونکہ اکثر میرا تجربہ یہ ہے کہ جب کسی بہت خطرناک مریض کے متعلق یہ دیکھا جائے کہ ایک دم اچھا ہو گیا تو اس سے مراد صحت نہیں بلکہ وصال ہوا کرتا ہے تو ایسی رؤیا کثرت سے آتی رہیں اور بعض رؤیا ایسی تھیں جن کی رؤیا دیکھنے والوں نے اور تعبیر کی لیکن تعبیر بالکل مختلف تھی۔ مثلاً ایک بچی نے مجھے رؤیا بھیجی یا کسی نے اپنی بیٹی کی رؤیا بھیجی کہ اس نے دیکھا کہ ایک جگہ لجنہ کا اجتماع ہے وہاں ایک غیر احمدی عورت اُٹھ کر یہ اعلان کرتی ہے کہ اشتہار میں اعلان آیا ہے کہ مرزا طاہر احمد کی بیوی فوت ہو رہی ہیں۔ میں اپنی امّی سے کہتی ہوں کہ اس نے اس کے پیچھے یہ لکھا ہوا نہیں سنایا کہ

اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ

کیا اللہ اپنے بندے کے لئے کافی نہیں ہے۔ اس رؤیا کی بھی عزیزہ فائزہ نے تعبیر سمجھ لی اور یہ سن کر مجھ سے اشارۃً بات کی کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والد کے وصال کی جب خبر تھی تو آپ کے متعلق اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ تھا جانے والے کے متعلق نہیں تھا اس سے میں سمجھ گیا کہ ان کو پیغام مل گیا ہے۔ تو بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ رؤیا یونہی بیکار ہے یا ہم نے تو یہ تعبیر کی تھی اور وہ نکلی لیکن امر واقع یہ ہے کہ رؤیا کا علم ایک بڑا گہرا علم ہے اور بہت ہی سائنٹیفک علم ہے اس میں گہرے اندرونی روابط پائے جاتے ہیں اور خدا تعالیٰ کے کلام کی نشانیاں پائی جاتی ہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام فرماتے ہیں ؎

بنا سکتا نہیں اک پاؤں کیڑے کا بشر ہرگز
تو پھر کیونکر بنانا نورِ حق کا اُس پہ آساں ہے۔

اور حقیقت یہ ہے کہ الٰہی پیغامات ایک خاص رنگ رکھتے ہیں اور اُن کی اپنی ایک پہچان ہے۔ مگر علاوہ ازیں بعض دفعہ پیغام الٰہی ہوتا ہے لیکن تعبیر سمجھ نہیں آرہی ہوتی۔ اس میں حکمتیں بھی ہوتی ہیں۔ مجھے اپنی اس رؤیا کی جس میں نالیاں کھلنے تک کی بشارت ہے۔ آگے نہیں تھی حکمت یہ سمجھ آئی کہ بی بی مجھ سے روزانہ پوچھتی تھیں کہ آپ نے کوئی رؤیا دیکھی اور ہمیشہ کہا کرتی تھیں کہ میں آپ کی دُعا سے اچھی ہونگی۔ اس پر میں بالکل بے بس تھا۔ جب خدا کی طرف سے کوئی واضح بشارت ہی نہیں تھی تو میں کیا کہتا اس سے ان کا دل اس بات سے ڈوبتا تھا۔ کہ مجھے کوئی بشارت نہیں ہوئی۔ چنانچہ پھر اس کا علاج مجھے یہ سوجھا کہ یہی رؤیا بار بار بتایا کرتا تھا کہ آپ نے دیکھا نہیں قادیان میں خدا نے مجھے یہ بتایا تھا کہ نالیاں کھل گئیں اب دیکھیں نالیاں ہی کھل رہی ہیں۔ دونوں ڈاکٹروں نے یہی بات کی پہلے ڈاکٹر نے بھی دل کی نالیاں کھلنے کی بات کی اور دوسرے ڈاکٹر نے بھی انتڑیوں وغیرہ کی نالیاں کھلنے کی بات کی گردوں کی نالیاں کھلنے کی بات کی اور معدہ ایک قسم کا باورچی خانہ ساتھ لگا ہوا تھا وہاں بہترین کھانا ہوتا تھا لیکن نالیاں بند ہونے کی وجہ سے دوسری طرف پہنچ نہیں سکتا تھا تو میں نے کہا کہ جب یہ ساری باتیں پوری ہو گئی ہیں تو پھر پریشانی کی کیا وجہ ہے اس رنگ میں میں ان کو ٹالتا رہا لیکن تقریباً ۱۰۔ ۱۵ دن کی بات ہے میں نے قرآن کریم کھولنے سے پہلے اس خواہش کا شدید اظہار کیا کہ اے خدا! مجھے کچھ تو بتا اور جس آیت پر میری نظر پڑے وہی میرا پیغام ہو تو جس آیت پر نظر پڑی وہ یہ تھی

اُدْخُلُوْهَا بِسَلٰمٍ اٰمِنِيْنَ

اس جنت میں سلامتی اور امن کے ساتھ داخل ہو جاؤ۔ اس سے پہلے ہے اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ کہ متقی جنات اور چشموں میں ہونگے۔ اُدْخُلُوْهَا بِسَلٰمٍ اٰمِنِيْنَ اس میں تم سلام اور امن کے ساتھ داخل ہو تو وہ پیغام بالکل واضح تھا۔ اس سے پھر میرے دل میں ایک بات گزر گئی۔ اور یہ اس گناہ پر نہیں بلکہ ویسے ہی مجھے یقین تھا کہ آپ جمعہ کے روز فوت ہوں گی۔ چنانچہ پچھلے جمعہ بہت تکلیف کا دورہ آیا ہے۔ چند دن پہلے بالکل ٹھیک ٹھاک تھیں اور جمعہ کو بڑی تیزی سے حالت بگڑی اور اسپیشل کیئر میں تیزی سے حالت بگڑنی شروع ہوئی ہے۔ تو جب تک جمعہ نہیں آیا۔ اس وقت تک آپ کی حالت سنبھل چکی تھی اور بڑے سکون کے ساتھ بات کرتی تھیں۔ لیکن اس سکون کی بھی ایک وجہ تھی وہ صرف بیماری سے تعلق رکھنے والی بات نہیں تھی۔ بلکہ ایمانیات سے تعلق رکھنے والی بات تھی۔

حضرت بیگم صاحبہ کے صبر و استقلال کا ایمان افروز تذکرہ:-

کچھ عرصہ پہلے HOSPITAL کے ڈاکٹروں نے مجھے یہ پیغام بھیجا کہ آپ نے جو ہمیں کہا تھا کہ GROWTH کہا کریں تو آپ کے کہنے کی وجہ سے ہم اب تک کینسر کا نام نہیں لے رہے ویسے یہ کہا تھا کہ GROWTH کہا کریں GROWTH بھی تو کینسر کی ایک قسم ہے اور جھوٹ بھی کوئی نہیں ہے لیکن لفظ کینسر نہ بولیں اس سے ان کا دل بیٹھے گا اور پہلے ہی نصف دل کام کر رہا ہے۔ بیماری بھی اتنی شدید ہے تعاون انہوں نے بڑا اچھا کیا۔ عام طور پر اس قسم کی باتوں میں تعاون نہیں کیا کرتے لیکن بہت ہی تعاون کیا) لیکن آخر میں ہار کر جو ڈاکٹر ہیں انہوں نے مجھے کہا کہ اب مزید مجھ سے برداشت نہیں ہو سکتا اب میں کل لازماً بتادوں گی اس پر میں نے کہا کہ وہ جو بتائیں تو پھر میں بتاؤں گا اور ان کو میں نے کہا کہ آئندہ اگر آپ سے پوچھیں تو آپ بیشک بتائیں لیکن میں امید رکھتا ہوں کہ آئندہ آپ سے کبھی نہیں پوچھیں گی۔ چنانچہ میں نے ان کو آرام سے آہستہ سے سمجھایا میں نے کہا آپ جو نرسوں سے پوچھتی ہیں کہ آپ کو کینسر ہے کہ نہیں آپ یہ بتائیں کہ کینسر کوئی ایسی بیماری ہے جسے خدا ٹھیک نہیں کر سکتا اور اگر وہ مارنا چاہے تو وہ کینسر ہی کا محتاج ہے نزلے والے بھی مر جاتے ہیں شہد کی مکھی کاٹے تو اس سے بھی مر جاتے ہیں چھینک آنے سے مر جاتے ہیں۔ مرنے والے بغیر بہانے کے بھی مر جاتے ہیں تو اللہ کے بلانے کے ہزار ناکے کرو ڑ رستے ہیں اور کینسر کوئی نعوذ باللہ خدا تو نہیں ہے اگر آپ کو پورا ایمان ہے اور آپ یقین رکھتی ہیں کہ خدا ہے اور خدا تعالیٰ میں قدرت ہے تو پھر دعا کریں لیکن کینسر کے اوپر اتنا زور نہ دیں کہ گویا یہ بلا ایسی ہے جس کا کوئی علاج ہی نہیں پھر میں نے ان کو سمجھایا کہ دیکھیں آپ کو لاحق بے چینی کی ایک وجہ ہے آپ دعا کرتی ہیں تو دعا کے ساتھ دعا کے قبول نہ ہونے کا تصور ہی نہیں ہے آپ سمجھتی ہیں کہ دعا ضرور اس رنگ میں قبول ہو جس طرح آپ کر رہی ہیں یا جس طرح لوگ آپ کے لئے کر رہے ہیں میں نے کہا کہ یہ دعا کے انداز نہیں ہیں میں آپ کو سمجھاتا ہوں کہ دعا اس طرح کرنی چاہیئے کہ پہلے اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کے سپرد کریں۔ اپنے آپ کو خدا کے سپرد کر دیں اور یہ کہہ دیں کہ ہم ہر طرح راضی ہیں۔ تیری رضا کے مطابق ہمارا دل سو فیصدی راضی رہے گا۔ مطمئن ہے کوئی شکوہ نہیں اب ہماری التجا ہے کہ ایسا کرے لیکن وعدہ ہے کہ اگر ایسا نہیں کرے گا تو پھر بھی ہم تیرے ہی ہیں کوئی اور رستہ نہیں ہے پھر میں نے ان کو سمجھایا کہ دیکھیں میں بھی تو جاؤں گا ہم میں سے ہر ایک نے جانا ہے یہ تو ایسی چیز ہے جو اٹل ہے۔ بچوں کے نام لئے گھر جو مہمان ٹھہرے ہوئے تھے ان کے بارہ میں کہا کہ ان میں سے ہر ایک پر ایسا وقت آئے گا کہ وہ آخری جان کنی کی حالت میں بستر پر ہو گا۔ میں بھی ہوں گا۔ میرے بچے بھی ہوں گے ان کی اولادیں بھی ہوں گی پہلے کوئی اس چیز سے بچ گئے تھے جو آپ کو یہ خیال ہے کہ شاید یہ بات ٹل جائے ایک دفعہ یہ کہا کہ مولوی ہنسیں گے میں نے کہا کہ جن کی قسمت میں بدبختی ہو ان کا میں کیا علاج کر سکتا ہوں تقدیر الٰہی پر اگر کوئی ہنستا ہے تو اس کی بدبختی ہے لیکن میں یہ دعا نہیں کروں گا کہ مولوی ہنستے ہیں اس لئے خدا یوں کرے میں نے جو آپ کو دعا کا طریقہ بتایا ہے وہ یہ ہے اور مجھے تو یہی اچھا ہے یہ سنتے سنتے وقت پیدا ہو گئی آہستہ (سر کے اشارہ) سے کہا کہ بس کریں۔ بس۔ بس۔ بہت ہو گئی اور یہ کہا: میں خدا سے معافی مانگتی ہوں۔ میں خدا سے معافی مانگتی ہوں۔ میں خدا سے معافی مانگتی ہوں۔ مجھ سے گناہ ہوا غلطی ہو گئی۔ اے خدا! مجھے معاف کر دے آئندہ کبھی میں ایسی حرکت نہیں کروں گی۔ کبھی کسی کو ایسے نہیں پوچھوں گی اور اس عہد پر آخری دم تک قائم رہیں یہاں تک کہ نرس ہار پر نے کل حیرت سے کسی کو کہا کہ عجیب بات ہے کہ جب تک انہوں نے (میرا کہا انہوں نے) ان سے کوئی بات نہیں کی (اور مجھے نہیں پتہ کہ کیا بات کی ہے) سخت بے چین تھیں اور بار بار مجھ سے پوچھتی تھیں کہ بتائیں کیا بیماری ہے۔ میں ٹھیک ہو جاؤں گی کہ نہیں لیکن اس کے بعد ایسا اطمینان ہے کہ بے چینی کا کوئی اظہار نہیں اور بے قراری کا بالکل اظہار نہیں نہ مجھ سے پوچھا نہ بات کی مجھے ضرورت ہی نہیں پڑی تو اللہ کے فضل سے وہ بات کہ آخری دم تک رضا کے ساتھ اس عہد پر قائم رہیں اور غیر اللہ کی طرف نہیں دیکھا۔ آخر پر یہ حالت تھی کہ بجائے اس کے کہ ہم ان کو تسلی دیتے وہ ہمیں تسلی دیتی تھیں۔ مجھے کہا کہ آپ بس کریں اتنا نہ غم فکر کریں اتنا غم نہ اٹھائیں۔ میں نے جواب دیا کہ بی بی میں مجبور ہوں۔ مجھے تو دور کے غم بھی تکلیف دیتے ہیں کوئی کسی کونے میں بیمار ہو میں بے چین ہو جاتا ہوں۔

پاکستان میں احمدیوں کی تکلیف نے میری جان نکالی ہوئی ہے کبھی اتنا عذاب میں مبتلا نہیں ہوا جتنا پاکستان سے خبریں آنے پر اور احمدیوں کی تکلیف پر عذاب میں مبتلا ہوتا رہا ہوں تم تو میرے قریب ہو۔ تمہارا دکھ تو میری آنکھوں کے سامنے بالکل پاس ہے یہ کیسے ممکن ہے کہ میں محسوس نہ کروں لیکن اللہ صبر کی توفیق دیتا ہے ... تک ہی ہے میں کوشش کرتا ہوں کہ غیر دل پر نہ لگے لیکن یہ کہو کہ تکلیف نہ ہو یہ بات کہا یہ میرے بس کی بات نہیں ہے تو پھر اشارے سے کہا ٹھیک ... ہوں لیکن بعض دفعہ مجھے بھی کہا کرتیں کہ اب گھبرانا نہیں۔ باوجود اس کے کہ کینسر کی اس بیماری میں شدید تکلیف اور عذاب میں مبتلا ہو کر لوگ مرتے ہیں لیکن اللہ کا عجیب احسان تھا کہ آخری وقت میں بڑی ہی پر سکون تھیں۔ میں نے کہا ... بچیوں کو بلاتا ہوں بلایا بھی لیکن کہتی تھیں کہ نہیں بلانا، ان کو گھبراہٹ ہوگی۔ میں نے کہا کہ یہ بات میں نہیں مانوں گا ان کا حق ہے۔ میں مجبور ہوں ان کو ضرور بلانا ہے نظر آ رہا تھا کہ اب جا رہی ہیں تو بچیاں آئیں ان سب کو یہی کہا کہ گھبرانا نہیں میں ٹھیک ہو جاؤں گی۔ آپ نہ گھبرائیں۔ پھر مجھے کہا کہ آپ جائیں آپ روزہ پر جانا ہے نماز پر جانا ہے میں نے کہا: میں آجاتا ہوں لیکن کہا کہ نہیں آپ نے ... نہیں آنا۔ میں نے کہا کہ نہیں وہ تو میں نے آنا ہی آنا ہے چنانچہ رات ... جو آخری اطلاع ملی ہے وہ مبشر کی طرف سے یہی تھی (ڈاکٹر مبشر نے بڑی خدمت کی ہے) کہ اطلاع آئی ہے کہ حالت سخت تشویشناک ہے چنانچہ اسی وقت میں بچیوں کو لے کر گیا تو رستہ میں عزیزم ڈاکٹر مبشر احمد کو فون کے ذریعہ یہ پیغام ملا کہ میں نیچے لفٹ کے سامنے انتظار کر رہا ہوں جیسے ساتھ جو بیٹیاں بیٹھی ہوئی تھیں میں نے انہیں کہا کہ اب تمہیں بات کی سمجھ آگئی ہے۔ اگر حالت تشویشناک ہوتی تو مبشر بی بی کے بستر کا پہلو چھوڑ کر نہ آتا ... ہو گیا ہے اس لئے اب تم تیار ہو جاؤ اور مجھ سے وعدہ کرو کہ صبر کا نمونہ دکھاؤ گی اور کوئی ایسی حرکت نہیں کرو گی جس سے خدا تعالیٰ ناراض ہو میں نے کہا: ... کو صبر سکھانے ہیں ہم اگر ان چھوٹی چھوٹی باتوں پر اس طرح بے چین ہو جائیں اور واویلا شروع کریں تو ٹھیک نہیں ہے اور عجیب بات ہے کہ ان کی والدہ نے بھی کسی کو مخاطب کر کے کہا کہ اب تم واویلا نہ کرنا اور صبر سے کام لینا چنانچہ اللہ کے فضل سے بچیوں نے عظیم الشان نمونہ دکھایا ہے اور پوری وفا کے ساتھ اپنے عہدوں پر قائم رہیں اور قائم ہیں اور اللہ آئندہ بھی انشاء اللہ ان کو قائم رکھے گا۔

یہ ان کی بیماری کے مختصر حالات تھے۔ ایک خاص بات جو میرے دل کو بہت ہی بھائی وہ یہ تھی کہ ایک دفعہ میں نے کہا کہ بی بی میں آپ کے لئے بہت دعا کر رہا ہوں آپ کو تصور نہیں ہے کہ کس طرح کر رہا ہوں تو کہتی ہیں صرف میرے لئے نہ کریں۔ ساری دنیا کے بیماروں کے لئے کریں اور بھی تو بیمار ہیں وہ بھی تو دکھوں میں مبتلا ہیں میں نے کہا: میں پہلے ہی ان کے لئے دعا کر رہا ہوں اور بھی ہوا ہی نہیں کہ تمہارے لئے کروں اور توجہ پھیل کر ساری دنیا میں بیماروں تک نہ پہنچے۔ جس جس ملک میں، مختلف CONTINENTS میں لوگ تکلیف میں مبتلا ہیں تمہارے دکھ کا فیض دعاؤں کی صورت میں سب کو پہنچ رہا ہے اس پر چہرے پر بڑا ہی اطمینان آیا اور کہا کہ ہاں یہ ٹھیک ہے اس طرح دعا کیا کریں۔

حضرت بیگم صاحبہ کی جماعتی خدمات

جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے ابتداء میں آپ کا لجنہ وغیرہ سے کوئی ایسا تعلق نہیں تھا کیونکہ تربیت، اور رنگ کی تھی لیکن میرے کاموں میں بہت ہی بوجھ اٹھایا ہے کیونکہ میرے تعلقات ہمیشہ زیادہ وسیع تھے اور ہر وقت مہمانوں کا آنا جانا گھروں میں لگا رہتا تھا، میرا بے وقت گھر سے باہر نکل جانا صبح ایک سفر پر روانہ ہوا کہ رات کو آجاؤں گا لیکن وہاں سے آگے بنگال چلا گیا۔ کئی دفعہ دو دو ہفتے بعد تین تین ہفتے بعد لوٹا لیکن کبھی بھی عدم تعاون کا اظہار نہیں کیا۔ یہ شکوہ نہیں کیا کہ آپ یہ مجھ سے کیا کرتے ہیں۔ مجھے چھوڑ کر چلے جاتے ہیں اور بتاتے بھی کچھ نہیں۔ میں سلسلہ کے کام کیا کرتا تھا تو بہت سی ایسی باتیں تھیں جن کا گھر میں اشارتاً بھی ذکر نہیں کرتا تھا اس پر یہ شکوہ کبھی کیا کرتی تھیں کہ باقیوں کو پتہ ہے آپ مجھ سے ہی صرف راز رکھتے ہیں مجھ سے فلاں نے پوچھا کہ آپ نے فلاں کام کیا فلاں جگہ گئے مجھے نہیں بتایا میں نے کہا کہ میں تو جماعتی کاموں کو اور گھر کے معاملات کو الگ الگ رکھتا ہوں اور

کیا پسند نہیں کرتا کہ مجھ پر جو جماعتی ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں تب ان کا گھر والوں سے ذکر کروں اس طرح پھر گھروں کے دخل شروع ہوجاتے ہیں اور پھر تبصرے اور بہت سی باتیں شروع ہوجاتی ہیں اس طرح میرے کاموں پر غلط اثر پڑنے کا خطرہ ہے تو اس بات کو پھر ہمیشہ قبول کئے رکھا اور وفات کے دن تک کبھی بھی جماعتی کاموں میں دخل اندازی کی کوشش کی نہ مجھ سے جستجو کی نہ مشورے دئے اگر مشورے دئے ہیں تو معمولی مثلاً ... کو ٹھیک کرنا ہے۔ مہمان آتے ہیں اور وہ بہت گندی حالت میں ہے۔ وہاں جاکر کام بھی کیا لیکن رفتہ رفتہ جماعت کی خواتین سے تعلق بہت بڑھ گیا اور خاص طور پر ہجرت کے بعد بہت وسیع تعلق ہوا ہے آسٹریلیا میں فجی میں سنگاپور میں، پھر یورپ کے CONTINENT کے سب ممالک میں کینیڈا میں۔ امریکہ میں جہاں جہاں گئیں بہت ہی انکساری کے ساتھ خواتین سے ملتی تھیں اور یہ ایک ایسی خوبی ہے۔ جو فطرتاً ودیعت ہوئی تھی اس میں کوئی تکلف نہیں تھا کبھی بھی اپنے آپ کو کسی معنوں میں بڑا نہیں سمجھا۔ اور ہر ایک سے برابر محبت سے پیار سے ملتی تھیں خاص طور پر انگلستان کی خواتین سے تو بہت ہی تعلق تھا اور کہا کرتی تھیں کہ ان کے بہت ہی احسانات ہیں۔ بہت خدمت کی ہے لیکن یہ تکلیف تھی کہ میں ان سے بیماری کی حالت میں نہیں مل سکتی کیا کروں! مجھ سے برداشت نہیں ہوتا کہ اس حالت میں لوگ آکر مجھے دیکھیں۔ اس لئے میں اچھی ہوں گی تو پھر ملوں گی پیغام دے دو کہ میرے دل میں قدر ہے۔ میں احسان فراموش نہیں ہوں۔ میں جو رکتی ہوں تو وہ میری مجبوری ہے چنانچہ میں نے جس حد تک بھی مجھ سے ہو سکا لجنہ والیوں کو پیغام بھیجے کہ بی بی کے متعلق وہ غلط تصویر نہ کریں۔ نعوذ باللہ من ذالک

ایسا آپ سے عدم تعلق کی وجہ سے نہیں بلکہ تعلق کی وجہ سے ہے اور بہت چند تھے جن سے ساتھ اتنی بے تکلفی تھی یا بیماری کے دوران ہوگئی۔ کہ جن کو آپ اپنے ساتھ برداشت کرلیتی تھیں اور کہتی تھیں کہ انہی کے سپرد خدمت کرو ان میں ایک کیپٹن رشیدہ نرس، سردار رفیق صاحب کی بیگم ہیں۔ انہوں نے بہت خدمت کی ہے۔ ایک لئیقہ احمد کرائیڈن کی ہیں انہوں نے دن رات خدمت کی ان دونوں کی خدمت کو بہت سراہتی تھیں۔ اس کے علاوہ اور بھی اسیر خواتین تھیں جن کو خدمت کا موقعہ ملا ہے امۃ القدوس ایاز جو ڈاکٹری کے ... سال میں پڑھ رہی ہیں۔ اور افتخار ایاز صاحب کی بیٹی ہیں ان سے بہت خوش تھیں۔ ایک تو وہ ڈاکٹر ہونے کی وجہ سے ان کے مرض کو سمجھتی تھیں۔ دوسرے ان کا مزاج اتنا دھیما، میٹھا، محبت کرنے والا ہے کہ بہت ہی پیار کے ساتھ ان کو سمجھاتی تھیں۔ چنانچہ ان سے بہت خوش رہتی تھیں اور کئی دفعہ قدر سے ... بتاتی تھیں کہ آپ پہلے آتے تو حیران ہو جاتے کہ کتنے اچھے موڈ میں مجھ سے باتیں کرتی رہیں۔ اور اپنی پرانی باتیں بتاتی رہیں جو سفر آپ کے ساتھ کئے، یہ وہ سب قصے سناتی رہیں۔ تو ان تین خواتین کو تو بہت ہی غیر معمولی خدمت کی توفیق ملی ہے۔ اس کے علاوہ ... ہیں ... باقی سب کو جہاں جہاں کچھ موقع ملا خدمت تو انہوں نے کی لیکن مجبوری کی وجہ سے ان کو زیادہ موقع دیا نہیں جاسکا۔

... ہیں ان کو ... تو میں بہت روکتا رہا کیونکہ میری طبیعت پر ... تھا کہ لوگ آئیں اور خاص طور پر اس لئے کہ ان کو اپنی ذہنیت کی وجہ سے ذرا پتہ لگ جاتا کہ کوئی بات ہو گئی ہے۔ جو لوگ آرہے ہیں مگر بہر حال بہنوں بھائیوں کا حق ہے۔ میں اس کو روک ... نہیں سکتا تھا۔ چنانچہ بہت مشکل سے ذہنی طور پر تیار کیا۔ اور کہا کہ میں نے روک تو دیا ہے کہ کیا ضرورت ہے آنے کی۔ وہ بہت اصرار کر رہے ہیں کہ ہمارا دل ملنے کو چاہتا ہے۔ آپ کیوں روکتے ہیں؟ تو کیا پھر میں اجازت دے دوں؟ شروع میں تو کہتی تھیں کہ اجازت نہ دو لیکن میرے بار بار مختلف طریق سے کہنے پر آخر آمادہ ہوگئیں تو عزیزہ شاہدہ نسیم ان کے بھائی نسیم کی بیوی اور نسیم دونوں آ گئے جیسے آ گئیں جو ان کی بڑی بہن ہیں۔ عزیزہ بھی چند دن ہوئے پہنچ گئیں میری بہنوں نے بہت زور دیا مگر میں نے کہا کہ نہیں مناسب نہیں ہے۔ آپ ... دینی بہنوں کی تو اور بات ہے میری بہنیں بھی پہنچ ... گئیں تو ان کو خطرہ ہوگا کہ معاملہ بہت زیادہ سنگین ہوگیا ہے۔ لیکن

امۃ الجمیل اور باجی امۃ القیوم جو میری بڑی باجی ہیں اور بھائی صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب کی بیگم ہیں یہ یہاں پہنچ گئی تھیں۔ کل ہی پہنچیں اور ملاقات ہوگئی دیکھ لیا یہ ان کا عرصہ حیات اور بیماری کا دور تھا

بعض دفعہ تسلی کیلئے میں جو باتیں ڈھونڈتا تھا۔ ان میں ایک یہ بات بھی تھی۔ جس کو بڑے ہی جذبہ تشکر کے ساتھ سنا کرتی تھیں میں نے کہا کہ دیکھو! آج دنیا میں ایک مریض ہے جس کیلئے اتنی دعائیں ہو رہی ہیں کہ خدا کی قسم ساری دنیا میں کوئی مریض ایسا نہیں جس کے لئے اتنی دعائیں ہو رہی ہوں مشرق سے مغرب تک دنیا بےچین ہے میں نے کہا کہ مجھے خط ملتے ہیں تم اندازہ نہیں کرسکتی کہ کتنے تڑپانے والے خط ہیں۔ آدمی حیران ہو جاتے ہیں کالے گورے ہر رنگ کے لوگ دور دراز ملکوں میں اسقدر بیقرار ہیں تو خدا نے تمہیں یہ سعادت نصیب کی ہے کہاں سے کہاں تمہیں پہنچا دیا شکر کرو مجھے کہا کہ آپ لاکھ لاکھ شکر کریں۔ میں نے کہا کہ ہاں میں تو لاکھ لاکھ شکر کرتا ہوں تو آخری دور میں دعاؤں کی طرف، نیک باتوں کی طرف، ذکر الٰہی کی طرف بہت ہی توجہ رہی اور جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے آخری دنوں میں پوری طرح بغیر کسی تردد کے، بغیر کسی استثناء کے کامل طور پر راضی برضا ہو چکی تھیں اور اپنے آخری وقت کا اندازہ ہوچکا تھا۔

رات جس وقت دم توڑا ہے کوئی تکلیف نہیں تھی۔ باتیں کر رہی تھیں اور یہی اللہ سے میری بہت زیادہ دعا تھی۔ کہ اے خدا! آرام سے اٹھانا لیشہ ... نرس جو ساتھ تھیں انہوں نے کہا کہ باتیں کر رہی تھیں کوئی تکلیف نہیں تھی بڑے سکون میں تھیں تو ایک بات کے بعد دوسری بات نہیں آئی میں نے دیکھا تو گھبرا کر میں باہر گئی ڈاکٹر نے آکر دیکھا تو اس نے کہا کہ یہ تو دم توڑ چکی ہیں اس طرح خدا نے اس التجا کو قبول فرما لیا۔ اور بڑے سکون کے ساتھ رخصت ہوئیں۔

ان کی نماز جنازہ انشاء اللہ کل اسلام آباد میں ظہر کی نماز کے بعد ہوگی لیکن اس نماز جنازہ کے ساتھ میں ایک نماز جنازہ غائب کو بھی شامل کرنا چاہتا ہوں اور وہ ایک ایسی خاتون کی نماز جنازہ ہے جن کے متعلق ایک خاص بات محرک بنی ہے۔

چوہدری محمود احمد صاحب چیمہ مبلغ انڈونیشیا کی بیگم کا ذکر خیر

ہمارے چوہدری محمود احمد صاحب چیمہ جو انڈونیشیا میں مستقل طور پر مبلغ نائب ... ان کی بیگم فاطمہ بیگم صاحبہ کو بھی بی بی والا ہی کینسر تھا۔ یعنی پتے کا کینسر جو کینسر میں سب سے زیادہ خطرناک سمجھا جاتا ہے۔ یہ بات پیش نظر رکھیں لیکن اب جو اصل محرک بنا وہ ایک اور بات ہے وہ یہ ہے کہ حضرت بھائی جان رحمہ اللہ تعالیٰ کی بیگم طاہرہ صدیقہ ناصر صاحبہ نے مجھے ایک خواب لکھی اور لکھا کہ میں اس کی وجہ سے سخت پریشان ہوں کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ اس دنیا میں کہیں مجھ سے ناراض نہ ہوں کہتی ہیں میں نے رؤیا میں دیکھا ہے کہ وہ آتے ہیں اور میری طرف کوئی توجہ نہیں کرتے اور ایک معمولی سی عام سی لڑکی ہے اس کے ساتھ شادی کرتے ہیں اور اس کے ساتھ شادی کر کے اس کو لے جاتے ہیں اور اس کے باپ کا نام ... ہے جب میں نے یہ رؤیا پڑھی تو اسی وقت میں نے آفاقی نظر ڈال کر دیکھا کہ خدا کے نزدیک کون ایسا ہے کہ جس کا اتنا مرتبہ ہو کہ عالم بالا میں ایک ... اس کے استقبال کیلئے تیاری کرے اور ویسے دیکھنے میں وہ معمولی سا انسان ہو۔ میں نے ان کو تعبیر تو اسی وقت لکھ دی۔ لیکن جب میں نے نظر ڈالی تو مجھے یہی فاطمہ بیگم نظر آئیں میں نے لکھا کہ فاطمہ بیگم کے وصال کی خبر ملے آپ کے لئے پریشانی کی کوئی خبر نہیں ان کو ملیں اور میری طرف سے محبت کریں اور سلام پہنچائیں۔ چنانچہ وہ گئیں اور مجھ سے تعجب کا اظہار بھی کیا کہ آپ نے یہ کیسی تعبیر کی ہے اصل بات یہ ہے کہ وہ ایک بہت ہی تقویٰ اور غیر معمولی صابرہ واقف زندگی عورت تھیں ... خاوند نے وقف کیا شادی کے ... سال کے عرصہ میں ... رہا عجیب ... اور ... سال ... رہے اور نہایت غربت کی حالت میں زندگی بسر کی ... شادی کے ... سال ... ان کی ... اور خاوند ... تعلق نہیں تھا قبول کی میری ... سے پہلے وقف جدید میں دا...

ملہ انگلستان میں مسجد فضل لندن کے پاس جماعت کا گیسٹ ہاؤس مراد ہے

پھینک کیا کرتا تھا۔ تو کوارٹر کے اکثر مریض وہاں آتے تھے۔ فاطمہ بیگم بھی اپنی ایک بچی کو لیکر آئیں۔ جن کو الرجی کی بڑی تکلیف تھی۔ غالباً طیبہ صبیحہ تھیں یا امتہ الحمید یا بشریٰ یا ثمینہ مجھے اب یاد نہیں ثمینہ تو نہیں تھیں وہ بہت چھوٹی ہیں۔ طیبہ اور امتہ الحمید میں سے کوئی تھیں۔ غالباً طیبہ تھیں وہ بی ایس سی یا ایم ایس سی میں پڑھ رہی تھیں۔ سائنس کی سٹوڈنٹ تھیں میں نے بہت علاج کیا مگر میرے علاج سے کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ لیکن مسلسل آتی تھیں اور کہتی تھیں آپ پر مجھے اعتماد ہے۔ آپ جو بھی ہے علاج کریں۔ بعد میں اللہ تعالیٰ نے پھر کسی اور ذریعہ سے شفا بخش دی۔ اس وقت میں نے اُن کو قریب سے دیکھا ہے۔ اور اتنی ہی واقفیت ہے۔ بڑی صابرہ شاکرہ کسی قسم کا کوئی تصنع نہیں۔ کوئی ریاء نہیں بہت سادہ زندگی، سلسلہ کی فدائی۔ دس سال تک صدر لجنہ بھی رہیں۔ اور قرآن کریم پڑھانے کا بہت شوق تھا۔ خود بھی بڑے شوق سے سیکھا

دوست محمدؐ کے متعلق مجھے خیال آیا کہ ان کے والد ضرور کوئی صحابی ہونگے یا کوئی بزرگ ہوں گے۔ ورنہ ان کا نام دوست محمدؐ نہ بتایا جاتا جب تحقیق کی تو پتہ چلا کہ ان کے والد چوہدری محمدؐ عبد اللہ صاحب جو قلعہ سوبھا سنگھ سیالکوٹ کے رہنے والے تھے انہوں نے ۱۴ سال کی عمر میں ۱۹۰۲ء میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت کی اور وہ صحابی تھے اور بہت ہی فدائی اور عاشق انسان تھے۔ زندگی کا اکثر حصہ وہی جماعت کے امیر رہے اور گھٹیالیاں کالج بنانے میں بھی انہوں نے بڑی محنت کی۔ یہ اُس دَور کے لوگ ہیں جس میں پٹواریوں میں دین پیدا ہونا بہت شاذ کی بات ہوا کرتی تھی۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کا یہ بھی ایک نشان ہے کہ پٹواری خانوں سے اولیاء پیدا کر دئیے۔ ان کی بھی چار بیٹیاں تھیں اور فاطمہ بیگم کی بھی چار بیٹیاں اور میری بھی چار بیٹیاں تو جب میں نے غور کیا تو یہ سارا تعلق قریب آگیا اور بیماری بھی وہی تھی۔ ان کے کوائف وغیرہ تو پہلے مل چکے تھے۔ مگر چونکہ مجھے بعض رؤیا وغیرہ کی وجہ سے اور جیسا کہ میں نے ذکر کیا ہے اُدْخُلُوْهَا بِسَلَامٍ اٰمِنِيْنَ کی خوشخبری سے دل میں یقین تھا کہ اب دن قریب ہیں اس لئے میں نے سوچا کہ ان کا جنازہ بھی بی بی کے جنازے کے ساتھ ہی پڑھاؤں گا۔ ایک جنازہ حاضر اور ایک جنازہ غائب اور ساتھ واقفین کو یہ تلقین کرنے کا بہانہ بھی ہاتھ آجائے گا۔ کہ اس کو وقف کہتے ہیں۔ خاوند نے وقف کیا اور کامل وفا کے ساتھ۔ بیوی نے اپنی زندگی کی ساری جوانی دین کے حضور پیش کر دی اور سارے دکھ خود اٹھائے اور خاوند کو بے فکر کر کے دین میں چھوڑ دیا۔ اس کے برعکس آج کے زمانہ میں ایسے واقفین ہیں کہ جب وہ باہر آتے ہیں اور جماعت کے ذریعہ ان کو مقامی نیشنلٹی نظر آنے لگتی ہے تو آنکھیں پھیر بیٹھتے ہیں اور اس میں بڑی حد تک بیویاں ذمہ دار ہوتی ہیں۔ اپنے خاوندوں کو کہتی ہیں کہ اب کیا ضرورت ہے بس ٹھیک ہے۔ اپنی نیشنلٹی لو وہیں بیٹھے رہو۔ اپنے بچوں کو یہاں تعلیم دلاؤ۔ جماعت میں کیا رکھا ہے۔ اگر نہیں بھی کہتیں تو عملاً یہی سبق ہے۔ تحریک جدید کی طرف سے بعض لوگوں نے یہ متنبہ کیا کہ آپ اس معاملہ میں بہت زیادہ سہولت دے رہے ہیں۔ بہت زیادہ نرمی کر رہے ہیں۔ واقفین کو ان کی بیگمات کے ساتھ اجازت ہے۔ اور کثیر لمبا عرصہ وہاں ٹھہرے رہتے ہیں تو اس سے تو خطرہ ہے کہ وہ بھاگ جائیں گے۔ میں نے ہمیشہ ان کو جواب دیا کہ جو خدا کے ہیں وہ خدا کے پاس رہیں گے۔ اور جو نہیں ہیں وہ بھاگ جائیں گے۔ مجھے ان کو روکنے کی ضرورت نہیں ہے جو خدا کا ہے وہ نہیں بھاگ سکتا اس کا آخری سانس خدا کے قدموں میں آتا ہے۔ اور وفا کے ساتھ وہ خدمت دین پر قائم رہتا ہے۔ میرا وقف ہوا کرتا ہے تو کئی لوگ ایسے آئے چلے گئے وہ کہتے ہیں ہم چالاکیاں کر گئے ہیں مگر وَمَا يَخْدَعُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وہ اپنے نفسوں سے خلاف چالاکیاں کر رہے ہیں دھوکہ دے رہے ہیں تو اپنے وجود کو، اپنی اولاد کو اور ان کی زندگیوں کو برباد کر رہے ہیں۔ ان کا کچھ بھی نہیں رہا۔ نہ دین رہا نہ دنیا رہی۔ تو یہ گھاٹا کھانے والے لوگ ہیں۔ وفادار اور کامل وفادار ہی ہے جس کا وقف قبول ہوتا ہے۔ اور اس ضمن میں بیویاں ایک غیر معمولی کردار ادا کر سکتی ہیں اور یہ وہ ہیں جن کے متعلق تاریخ خاموش رہ

جاتی ہے۔ تو آپ لوگ متعجب نہ ہوں کہ میں نے آج کیوں خصوصیت سے ان کا ذکر کیا ہے۔ میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ احمدیت کی تاریخ میں کچھ باب ایسے جو سیاہی سے کتابوں پر لکھے جا رہے ہیں کچھ ان کے پس منظر میں روشنائی سے لکھے جانے والے ایسے ابواب بھی ہیں جن کو ظاہری آنکھ نہیں دیکھ رہی۔ کتنی قربانی کرنے والی عورتیں ہیں جنہوں نے اپنے خاوندوں کے بغیر اپنی جوانیاں ڈھال دیں۔ اور زندگی کے آرام تج دئیے۔ اور بڑے صبر کے ساتھ اپنے دکھ درد کو اپنی حد تک اپنی چھاتیوں میں محفوظ کئے ہوئے وہ وفا کے ساتھ مسلسل قائم ہیں عہد بیعت پر قائم ہیں۔ عہد وقف پر نہ صرف قائم رہیں بلکہ خاوندوں کو قائم رکھا۔ اور جب ان میں کمزوری آئی تو اٹھ کھڑی ہوئیں اور کہا: خبردار! یہ وہ رستہ ہے۔ جس سے واپسی کا کوئی سوال نہیں تو ان کا بھی تو تاریخ میں ذکر آنا چاہیئے میں نے سوچا کہ اب وقت ہے صرف میری بیوی کا حق نہیں اور واقفین زندگی ہیں جن کی بیویاں ہیں جنہوں نے بڑی بڑی اور بہت زیادہ قربانیاں کی ہیں۔ ان کا بھی حق ہے کہ تاریخ ان کے ناموں کو زندہ رکھے اور ان کے لئے دعائیں کی جائیں صرف مشکل یہ ہوتی ہے کہ عورتوں کے معاملات میں بعض دفعہ جب باقاعدہ کوائف اکٹھے کئے جائیں تو مبالغہ آمیزی، کوئی مقابلے کچھ ریاکاریاں شروع ہو جاتی ہیں اس لئے میں نے ابھی تک ایسا نہیں کہا لیکن دوسرے جن کے علم میں ایسی مخلص خواتین آتی ہیں جو فوت ہو چکی ہوں یا ابھی زندہ ہوں اُن کو چاہیئے کہ وہ ان کی تاریخ محفوظ کر کے تحریک جدید کو بھجوائیں تاکہ ان کے نام بھی کتابوں میں دعاؤں کی خاطر لکھے جائیں۔ جہاں تک اللہ تعالیٰ کا تعلق ہے وہ تو کسی ظاہر ذکر کا بھی محتاج نہیں ہے اس کے ہاں تو ان واقفین کی یہ پاک مقدس بیویاں بھی وقف کے طور پر شمار ہوں گی اور ان کا فیض انشاء اللہ ان کی آئندہ نسلوں کو پہنچتا رہے گا۔

حضرت بیگم صاحبہ کا تمام جماعت کو تحفۂ سلام

اس کے بعد اب میں اس خطبہ کو ختم کرتا ہوں۔ بی بی کی طرف سے آپ سب کو سلام کیونکہ وہ بار بار اظہار تشکر کرتی تھیں کہ جماعت کتنی پیاری ہے اور کتنی دعائیں کر رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں بھی غریق رحمت کرے اور ہم سب کا بھی نیک انجام کرے اور ہماری اولادوں کو پوری وفا کے ساتھ دینِ حق پر قائم رکھے اور خدمتِ دین کی توفیق صرف یہی نسلیں نہ پائیں بلکہ نسلاً بعد نسلٍ قیامت تک ہماری اولادیں پوری وفا کے ساتھ خدمتِ دین کی توفیق پاتی رہیں۔

خطبۂ ثانیہ سے قبل حضور انور نے فرمایا کہ۔

"مجھے پرائیویٹ سیکرٹری صاحب نے کہا ہے کہ پاسپورٹ پر تاریخ پیدائش ۲۱-۱-۳۵ لکھی ہوئی ہے مجھے علم ہے لیکن وہ غلطی سے لکھی گئی تھی اور پھر ٹھیک نہیں ہو سکی تو وہی چل رہی ہے مگر اصل تاریخ پیدائش ۱۹۳۶ء ہے کیونکہ میرے پاس جو پہلا پاسپورٹ پڑا ہوا ہے اس پر ۱۹۳۶ء ہی لکھی ہوئی ہے بعد میں کسی وجہ سے غلطی ہو گئی"۔

افسوس مکرم مولانا عبد الحق صاحب فضل سابق ایڈیٹر بدر وفات پا گئے!

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

قادیان ۱۴ر مئی قارئین بدر کی خدمت میں نہایت افسوس اور دکھ بھرے دل کے ساتھ اطلاع دی جاتی ہے کہ کل رات قریباً ۹ بجے مکرم مولانا عبد الحق صاحب فضل درویش سابق ایڈیٹر بدر احمدیہ ہسپتال قادیان میں وفات پا گئے۔ محترم مولوی صاحب کئی دنوں سے بعارضہ شوگر وہائی بلڈ پریشر علیل تھے آخری دنوں میں کمزوری بے حد ہو گئی تھی بالآخر خدا کی تقدیر غالب آئی اور آپ اپنے مولائے حقیقی کے حضور حاضر ہو گئے۔

آج ہی صبح نو بجے محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر جماعت احمدیہ قادیان نے محترم مولانا صاحب کی نماز جنازہ پڑھائی اور بہشتی مقبرہ میں تدفین عمل میں آئی۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائے۔ اپنے فضل سے پسماندگان کا حامی و ناصر ہو اور ان سب کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

نوٹ: محترم مولوی صاحب موصوف کے تفصیلی حالات انشاء اللہ تعالیٰ بدر کے آئندہ شمارہ میں دئیے جائیں گے۔ (ادارہ)

حضرت سیّدہ آصفہ بیگم صاحبہ حرم حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کا سفرِ آخرت

از مکرم رشید احمد صاحب چوہدری پریس سیکرٹری جماعتِ احمدیہ مقیم لندن

اسلامی اور عیسوی تقویم کے مطابق ۲ر اپریل ۱۹۹۲ء کی شب ختم ہو چکی تھی اور ۳ر اپریل جمعۃ الوداع کا دن طلوع ہو رہا تھا۔ ۱۲ بجکر چند منٹ ہی ہوئے تھے کہ محترمہ حضرت سیّدہ آصفہ بیگم صاحبہ حرم سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو اللہ تعالیٰ نے اپنے پاس بلا لیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

آپ چند ماہ سے علیل اور سینٹ جارجز ہسپتال ٹوٹنگ لندن میں زیرِ علاج تھیں۔ جہاں حتی الامکان کوششیں ممکن تھیں کی جا چکی تھیں مگر اللہ تعالیٰ کو یہی منظور تھا سو اس نے انہیں اپنے پاس بلا لیا۔

وفات کی یہ افسوسناک خبر فوری طور پر تمام عالم میں پھیلی ہوئی احمدیہ جماعت کے ممبران کو مختلف ذرائع مواصلات کے ذریعہ پہنچا دی گئی۔ کثیر احباب خبر سنتے ہی دعاؤں کا ورد کرتے ہوئے اور غم کی مجسم تصویر بنے مسجد فضل لندن میں اکٹھے ہوتے گئے۔

حضور اقدس اس سانحہ عظیم سے کچھ دیر قبل ہی حضرت سیّدہ بیگم صاحبہ کی عیادت کر کے ہسپتال سے واپس لوٹے تھے۔ لیکن ۱۲ بجے کے لگ بھگ تشویشناک صورتِ حال کی اطلاع پاتے ہی اپنی بچیوں کے ہمراہ دوبارہ ہسپتال کی طرف روانہ ہوئے۔ راستے میں مکرم ڈاکٹر مرزا مبشر احمد صاحب کی طرف سے یہ اطلاع ملی کہ وہ گیٹ پر لفٹ کے سامنے انتظار کر رہے ہیں۔ جس سے حضور اقدس سمجھ گئے کہ تقدیرِ الٰہی جاری ہو چکی ہے۔ چنانچہ آپ نے بچیوں کو سمجھایا کہ اگر اُن کی والدہ کی حالت تشویشناک ہوتی تو ڈاکٹر صاحب بستر کا پہلو ہرگز نہ چھوڑتے۔ یہ وفات کی علامت ہے۔ بس اب صبر اور امتحان کا وقت آن پہنچا ہے اس لئے بچیوں سے فرمایا کہ میرے ساتھ وعدہ کرو کہ تم صبر کرو گی۔ اور یہ کہ اب ہم وہی کریں گے جو خدا تعالیٰ ہم سے چاہتا ہے۔ اور جس کی تلقین ایسے وقتوں میں ہمیں حضرت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہے۔

حضرت سیّدہ بیگم صاحبہ نور اللہ مرقدہا ۱۸ر جنوری ۱۹۳۶ء کو پیدا ہوئیں اس طرح آپ کی عمر مبارک ۵۶ سال دو ماہ بنتی ہے۔ آپ مکرم محترم مرزا رشید احمد صاحب ابن حضرت مرزا سلطان احمد صاحب کی بیٹی تھیں اور اس طرح سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پڑ پوتی بنتی ہیں۔ آپ کی والدہ ماجدہ محترمہ سیّدہ امۃ السلام صاحبہ حضرت قمر الانبیاء صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ کی بیٹی تھیں۔ دسمبر ۱۹۵۷ء میں جلسہ سالانہ کے قریب آپ کی شادی سیّدنا حضرت مصلح موعودؓ کے صاحبزادے حضرت مرزا طاہر احمد صاحب سے ہوئی۔ جن کو اللہ تعالیٰ نے ۱۹۸۲ء میں منصبِ خلافت پر متمکن فرمایا۔ اس طرح حضرت سیّدہ بیگم صاحبہ نے ۳۵ سال کا عرصہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی زوجیت اور رفاقت میں گزارا۔

زندگی کے آخری دس سال خلیفۂ وقت کی اہلیہ کی حیثیت سے آپ نے اپنے ذاتی آرام آسائشوں اور خواہشات کی قربانی دیتے ہوئے جماعتِ احمدیہ کی والہانہ خدمات کی انجام دہی میں بسر کئے۔ اور حضور اقدس کے ساتھ قدم بقدم خدمتِ سلسلہ میں بھرپور حصہ لیا۔ بالخصوص حضور اقدس کی لندن ہجرت کے بعد جماعتِ احمدیہ عالمگیر کی مستورات سے مشفقانہ رابطہ اور ان کی تربیت کا فریضہ جس محبت، لگن اور حُسنِ اسلوب سے سرانجام دیا وہ کبھی آپ کی یاد کو احمدی خواتین کے دل سے محو نہ کر سکے گا۔

آپ کا وصال ایک عظیم جماعتی صدمہ ہے جس کی وجہ سے جماعت کا ہر مرد و زن، بچہ بوڑھا مغموم و محزون ہے۔ لیکن ہم سب خدا تعالیٰ کی رضا پر راضی ہیں۔ اور انا للہ وانا الیہ راجعون کے وسیع اور پُر معارف معنی کو بزبانِ مبارک حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز پا چکے ہیں کہ "جانے والا دراصل تو اسی کی طرف لوٹ کر چلا گیا جس کا تھا۔ اور جس کی طرف جانا تھا ہم بھی اُسی کے ہیں اس لئے اُس کی طرف ہی لوٹائے جائیں گے۔ اور اپنے بقیہ ایام اُسی کے لئے، اُسی کی خوشنودی اور ہدایت کے مطابق گزاریں گے جس کے ہیں۔ اور جس کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں"۔

؎ بُلانے والا ہے سب سے پیارا
اُسی پہ اے دل تو جاں فدا کر

سیّدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ بشارت شادی سے مل چکی تھی کہ "تیرے کام کے ساتھ اس کا نام ہمیشہ زندہ رہے گا"۔ چنانچہ آپ کی وفات پر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:—

"روزمرہ کے رہن سہن کے معیار کے حساب سے بعض ذہنی اور معاشرتی اختلافات کے باوجود اپنے بلند معیارِ زندگی کو ترک کرتے ہوئے ایک واقفِ زندگی کے ساتھ بڑے صبر کے ساتھ وقت گزارا۔ کبھی بوجھ نہیں ڈالا۔ اور نہ کسی ایسی چیز کی خواہش کی جو میں انہیں دے نہیں سکتا تھا"۔

پھر فرمایا:—

"میں نے ان کی شدید بیماری کے پیشِ نظر تاریخی جلسہ سالانہ قادیان پر جانے کا فیصلہ ان پر چھوڑ دیا تھا مگر انہوں نے اپنی شدید علالت، پتے کے کینسر (CANCER) کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اس تاریخی سفر اور جلسہ پر جانے کا فیصلہ فرما کر میرے لئے اور ہم سب کے لئے اس تاریخی جلسہ کو ممکن بنایا۔ اس لحاظ سے ہمارے تمام کاموں میں شرکت کرتی رہیں۔ اُن کا یہ احسان مجھ پر ہمیشہ رہے گا"۔

شاید آپ کی اس عظیم قربانی کے باعث ہی اللہ تعالیٰ کے پیار کی نظر حضرت بیگم صاحبہ کو ہجرت کے دوران وفات کی سعادتِ عظیم نصیب کر گئی۔ اور جس کو یہ سعادت نصیب ہو اُس کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ عظیم خوشخبری ہے کہ اس کا اجر اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ خود اس کے اجر کا ضامن ہے۔ چنانچہ فرمایا:—

"اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی طرف اپنے گھر سے ہجرت کر کے نکلے پھر اُسے موت آجائے تو سمجھو کہ اس کا اجر اللہ کے ذمہ ہو چکا۔ اور اللہ بہت ہی بخشنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے"۔

(سورۃ النساء: آیت ۱۰۱)

الغرض سیّدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ ۳۵ سالہ رفاقت اس بات کی شاہد ہے کہ انہوں نے ایک فقیر منش واقفِ زندگی، فعّال خادمِ سلسلہ اور شب و روز دینِ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت واشاعت نیز انسانیت کے دُکھ درد دُور کرنے میں کوشاں رہنے والے حضرت خلیفۃ المسیح کے ساتھ نہایت خلوص، پیار، صبر و رضا اور عملی تعاون سے لبریز زندگی بسر کرتے ہوئے اپنی جان، جان آفریں کے سپرد کی۔

حضرت سیّدہ بیگم صاحبہ کا جسدِ اطہر جمعۃ الوداع کے روز ہی ہسپتال سے مسجد فضل لندن پہنچ چکا تھا جسے جماعت کے گیسٹ ہاؤس میں رکھا گیا اور جہاں ہزارہا سوگوار احمدی خواتین نے رات گئے تک چہرۂ مبارک کا دیدار کیا[*]

دس بجکر ۲۰ منٹ پر جنازہ کو میّت اُٹھانے والی گاڑی (HEARSE) میں دوبارہ رکھ کر سوگوار خدّام و لجنہ کے قافلہ کے ساتھ اسلام آباد سرے (SURREY) پہنچایا گیا۔ پولیس کا ہراول دستہ بھی ساتھ تھا۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ ٹھیک ساڑھے گیارہ بجے لندن سے اسلام آباد کے لئے روانہ ہوئے۔ آپ کے قافلہ میں کُل ۹ کاریں تھیں۔ احبابِ جماعت کی سہولت کے لئے لندن سے اسلام آباد کے لئے کوچیز کا بھی انتظام کیا گیا تھا مگر اکثر احباب ملک کے کونے کونے سے اپنی اپنی کاروں میں اسلام آباد سرے (SURREY) پہنچے۔

اسلام آباد میں عید الفطر اور نمازِ جنازہ کے لئے تین مارکیاں خاص طور پر نصب کی گئی تھیں۔ ایک مردوں کے لئے دوسری عورتوں کے لئے۔ درمیان میں ایک چھوٹی سی مارکی تھی جہاں حضرت بیگم صاحبہ کا جسدِ اطہر رکھا گیا۔ جنازہ میں شرکت کے لئے حضرت بیگم صاحبہ کی دونوں بہنیں محترمہ فوزیہ انیسہ صاحبہ اہلیہ میجر شبیر احمد صاحب آف لاہور اور محترمہ صبیحہ بیگم صاحبہ اہلیہ مرزا انور احمد صاحب آف ربوہ اور آپ کے دونوں بھائی مکرم مرزا نسیم احمد صاحب اور مکرم مرزا سلیم احمد صاحب بھی پہنچ چکے تھے۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ڈیڑھ بجے نماز ظہر و عصر پڑھائی۔ اور اس کے بعد جنازہ کو خدّام نے کندھا دے کر مردانہ مارکی میں لے جا کر رکھا۔ اور حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نمازِ جنازہ پڑھائی۔ اس وقت تک دنیا بھر سے تقریباً پانچ ہزار احمدی احباب مرد و زن جنازہ کے لئے پہنچ چکے تھے۔ بعض غیر احمدی شرفاء جن میں مسٹر ٹام کاکس (ممبر برٹش پارلیمنٹ)، مسٹر پیٹر لائڈ فارنہم کے لائزان آفیسر (LAISON OFFICER) اور حضور کے دوست سردار ہمّت سنگھ صاحب آف جرمنی کے بھائی کھڑ بندا صاحب تشریف لائے ہوئے تھے۔

یورپ کے مختلف ممالک کے علاوہ پاکستان۔ امریکہ۔ کینیڈا اور انڈیا سے بھی بعض افراد نمازِ جنازہ کے لئے پہنچے۔ اسی طرح ماریشس۔ گھانا کے نمائندگان نے بھی جنازہ میں شرکت کی۔

حضرت بیگم صاحبہ کی نمازِ جنازہ یورپ کے بیشتر ممالک میں ٹیلی کاسٹ کی گئی اور ان ممالک کے احمدیوں نیز انگلستان کی ان جماعتوں نے جو جنازہ میں اسلام آباد شرکت نہیں کر سکی تھیں اپنی اپنی جگہوں پر اپنے مقامی امام کی اقتداء میں بیک وقت نمازِ جنازہ اس طرح ادا کی کہ ہر مقامی امام حضور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی آواز پر تکبیر بلند کرتا رہا۔ یہ جماعتِ احمدیہ کی تاریخ میں پہلا جنازہ ہے جو ٹیلی کاسٹ ہوا۔ اس طرح خدا تعالیٰ نے نہ صرف ان کی زندگی کو خدمتِ دین کا نمونہ بنایا بلکہ ان کی وفات کو بھی جماعتی محبت، یکجہتی، باہمی یگانگت اور خلیفۂ وقت کی اطاعت کا

(باقی صفحہ ۱۱ کالم نمبر ۳، ۴ پہ دیکھئے)

[*] ۴ر اپریل ۱۹۹۲ء جنازہ کو صبح دس بجے کے قریب محمود ہال میں لا کر رکھ دیا گیا جہاں خاندان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے افراد کے علاوہ دُور دُور سے آنیوالی خواتین نے چہرہ کا دیدار کیا۔

خلافتِ راشدہ کے امتیازات

(از مکرم مولوی مقصود احمد صاحب، بھٹی مبلغ سلسلہ شیموگہ (کرناٹک)

خلافت کا نظام نبوت کے نظام کی فرع اور تتمہ ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس کے قیام کو نبوت کی طرح اپنے ہاتھ میں رکھا ہے تاکہ خدا کے علم میں جو شخص بھی حاضر الوقت لوگوں میں سے بوجھ کو اٹھانے کے لئے سب سے زیادہ موزوں ہو وہی مسندِ خلافت پر متمکن ہو سکے۔ اسی لئے قرآن مجید میں ہر جگہ خلفاء کے تقرر کو خدا تعالیٰ نے اپنی طرف منسوب کیا ہے۔ اور بار بار فرمایا ہے کہ خلیفہ مَیں بناتا ہوں۔ گو انتخاب خلافت کے وقت مومنوں کی رائے کا بھی دخل ہوتا ہے لیکن حقیقۃً تقدیر خدا کی چلتی ہے۔ اسی لئے باقی تمام اقسامِ اقتدار و ملوکیت اور خلافت میں ایک نمایاں فرق ہوتا ہے۔ خاکسار حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود رضی اللہ عنہ کے بیان فرمودہ خلافتِ راشدہ کے امتیازات قارئین کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہے جو حضرت المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے حضرت مولانا ابو العطاء صاحب جالندھری ایڈیٹر الفرقان کے استفسار پر تحریر فرمائے تھے۔ حضرت مولانا صاحب نے حضور کی خدمت میں درج ذیل استفسار فرمایا کہ:-

" اسلامی خلافتِ راشدہ کی وہ کونسی علامتیں ہیں جن سے وہ ممتاز ہوتی ہے اور اس میں اور باقی تمام اقسامِ اقتدار ملوکیت وغیرہ میں کھلے طور پر فرق کیا جا سکتا ہے "

اس پر سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلام میں خلافتِ راشدہ کے درج ذیل مجموعی امتیازات بیان فرمائے۔

" اسلام میں خلافتِ راشدہ کے مجموعی امتیازات سات ہیں:-

اوّل:- انتخاب۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰۤی اَھْلِھَا۔ یہاں امانت کا لفظ ہے۔ لیکن ذکر چونکہ حکومت کا ہے اس لئے امانت سے مراد امانتِ حکومت ہے۔ آگے طریقِ انتخاب کو مسلمانوں پر چھوڑ دیا۔ چونکہ خلافت اس وقت سیاسی بھی تھی۔ مگر اس کے ساتھ مذہبی بھی۔ اس لئے دین کے قائم ہونے تک اس وقت کے لوگوں نے یہ فیصلہ کیا کہ انتخاب صحابہؓ کریں کہ وہ دین اور دیندار کو بہتر سمجھتے تھے۔ ورنہ ہر زمانہ کے لئے طریقِ انتخاب الگ ہو سکتا ہے۔ اگر خلافت صحابہؓ کے بعد چلتی تو اس پر بھی غور ہو جاتا کہ صحابہؓ کے بعد انتخاب کس طرح ہوا کرے۔ بہرحال خلافت انتخابی ہے اور انتخاب کے طریق کو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر چھوڑ دیا۔

دوم:- شریعت:- خلیفہ پر اوپر سے شریعت کا دباؤ ہے۔ وہ مشورہ کو رد کر سکتا ہے مگر شریعت رد نہیں کر سکتا۔ گویا وہ کانسٹی ٹیوشنل ہیڈ ہے۔ آزاد نہیں۔

سوم:- شوریٰ:- اوپر کے دباؤ کے علاوہ نیچے کا دباؤ بھی اس پر ہے یعنی اُسے تمام اہم امور میں مشورہ لینا اور جہاں تک ہو سکے ماتحت چلنا ضروری ہے۔

چہارم:- اندرونی دباؤ یعنی اخلاقی:- علاوہ شریعت اور شوریٰ کے اک نگران اس کا وجود بھی ہے۔ کیونکہ وہ مذہبی رہنما بھی ہے اور نمازوں کا امام بھی۔ اس وجہ سے اس کا دماغی اور شوریٰ دباؤ اور نگرانی بھی اُسے راہِ راست پر چلانے والا ہے جو خالص سیاسی منتخب یا غیر منتخب حاکم پر نہیں ہوتا۔

پنجم:- مساوات:- خلیفہ اسلامی انسانی حقوق میں مساوی ہے۔ جو دنیا میں اور کسی حاکم کو حاصل نہیں۔ وہ اپنے حقوق عدالت کے ذریعہ سے لے سکتا ہے۔ اور اس سے بھی حقوق عدالت کے ذریعہ سے لئے جا سکتے ہیں۔

ششم:- عصمتِ صغریٰ:- عصمتِ صغریٰ اُسے حاصل ہے یعنی اُسے مذہبی مشیروں کا بہرہ قرار دیا گیا ہے۔ اور وعدہ کیا گیا ہے کہ ایسی غلطیوں سے اُسے بچایا جائے گا جو تباہ کن ہوں۔ اور خاص خطرات میں اس کی پالیسی کو اللہ تعالیٰ تائید کرے گا۔ اور اُسے دشمنوں پر فتح دے گا۔ گویا وہ مؤید من اللہ ہے۔ اور دوسرا کسی قسم کا حاکم اس میں اس کا شریک نہیں۔

ہفتم:- وہ سیاسیات سے بالا ہوتا ہے:- اس لئے اس کا کسی پارٹی سے تعلق نہیں ہو سکتا۔ وہ ایک باپ کی حیثیت رکھتا ہے اُس کے لئے کسی پارٹی میں شامل ہونا یا اس کی طرف مائل ہونا جائز نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَاِذَا حَکَمْتُمْ بَیْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْکُمُوْا بِالْعَدْلِ۔ یعنی ایسے شخص کا انتخاب ہو تو اس کا فرض ہے کہ وہ کامل انصاف سے فیصلہ کرے۔ کسی ایک طرف خواہ شخصی ہو یا قومی ہو، نہ جھکے "

(بحوالہ الفرقان اپریل مئی ۱۹۵۲ء خلافت نمبر)

پس خلافت وہ قلعہ ہے جس کی فصیلیں خوف کی دسترس سے بلند تر ہیں۔ ان کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ خواہ وہ خوف منافقت کا ہو یا عداوت کا۔ سیاست کا ہو یا کسی بادشاہت کی طرف سے ہو۔ ہر لحاظ سے خلافت بنی نوعِ انسان کے لئے امن کا نشان ہے۔ تاریخ گواہ ہے کہ جو بھی حکومت یا سیاست خلافتِ حقہ سے ٹکرائی وہ پاش پاش ہو گئی۔ کیونکہ خلافتِ حقہ اسلامیہ کو خدا تعالیٰ کی تائید و نصرت اور حفظ و امان کے جلوے ہر وقت جلوہ فگن ہوتے ہیں۔

حضرت سیدہ بیگم صاحبہ حرم سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی

وفات پر دو قطعات

(۱)

غم دیا ہے تو پھر حوصلہ بھی دے یارب
عطا ہو جس سے سکوں وہ دوا بھی دے یارب
پہاڑ ٹوٹا ہے آج ابتلا کا جو ہم پر
تو خود ہی صبر کی انتہا بھی دے یارب

(۲)

رہیں گے ہر دم تیری رضا پہ ہم راضی
جھکیں گے تیرے ہی در پہ اے مالکِ ہادی
کبھی دعا کا رشتہ نہ توڑیں گے تجھ سے
آئیں طوفان ہم پہ یا چلے آندھی!

حضرت سیدہ مہر آپا بیگم صاحبہ کا سفرِ آخرت — بقیہ صفحہ (۱۰)

بے نظیر نمونہ بنا دیا۔ یہ سب خدا تعالیٰ کی طرف سے اس کے بندے پر عظیم سعادت ہے خوشنودگی کی بہت ہی پیاری اظہار ہے۔

دو بجکر ۲۵ منٹ پر جنازہ کا قافلہ اسلام آباد سے تدفین کے لئے بروک ووڈ (BROOK WOOD) کے قبرستان کی طرف روانہ ہوا۔ جسے مقامی پولیس کے موٹر سائیکل سواروں نے ESCORT کیا۔ جنازہ کی گاڑی تین بجکر ۱۲ منٹ پر بروک ووڈ قبرستان میں واقع "احمدیہ قبرستان" میں پہنچی جہاں پہلے ہی ہزاروں سوگوار احمدی غمگین دلوں سے انتظار میں کھڑے تھے۔ یہ حصۂ قبرستان ۱۹۷۸ء میں جماعتِ احمدیہ نے حاصل کیا تھا۔ تین بجکر ۲۷ منٹ پر میت لحد میں اتاری گئی۔ اس طرح حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مغموم دل، غمزدہ آنکھوں اور پُرسوز دعاؤں کے ساتھ اپنے دستِ مبارک سے اپنی محبوب رفیقۂ حیات کو سپردِ خاک کیا۔ تدفین کے بعد ۴۰-۳ پر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اجتماعی دعا کرائی جو ۵۰-۳ پر ختم ہوئی۔ اس موقع پر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دیگر ممالک سے آنے والے اُمراء جماعتِ احمدیہ اور دیگر نمائندگان، نیز جماعتِ احمدیہ انگلستان کے سرکردہ احباب، معزز مہمانان، کارکنان مرکزی دفاتر احمد، خاندان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے افراد جو اظہارِ تعزیت کے لئے آئے ہوئے تھے سے معانقہ فرمایا اور اُن سب کا شکریہ ادا کیا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے فضل و کرم سے حضرت سیدہ بیگم صاحبہ نوّر اللہ مرقدھا کو جنت الفردوس میں اعلیٰ علیین میں مقامِ خاص عطا فرمائے۔ ہر لحظہ درجات بلند سے بلند تر فرمائے۔ ان کی تربت پر ہمیشہ اُس کے فضلوں اور رحمتوں کی بارش برستی رہے۔ اور ہمارے پیارے آقا اور اُن کے تمام بچوں، حضرت بیگم صاحبہ کی دونوں بہنوں اور دونوں بھائیوں نیز دیگر خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے تمام افراد کو اس صدمۂ عظیم کے برداشت کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ان سب کو اپنی حفظ و امان میں رکھے۔ آمین ٭

از رشید احمد چوہدری
پریس سیکرٹری جماعت احمدیہ
لندن

حضرت مولانا نورالدین خلیفۃ المسیح الاوّل رضؓ کا عظیم الشان توکّل علی اللہ

ایک لاکھ پچانوے ہزار روپے کا قرض اور اُس کی ادائیگی کا ایمان افروز واقعہ

از محترم ملک صلاح الدین صاحب مؤلف "اصحاب احمد" قادیان

ذیل کا مضمون خاکسار کی زیر تالیف جلد بابت سوانح حضرت ملک غلام فرید صاحبؓ ایم۔اے مفسر القرآن انگریزی سے اخذ کردہ اور حضرت ملک صاحب کا بیان کردہ ہے۔
خاکسار: ملک صلاح الدین مؤلف اصحاب احمد قادیان

ریاست جموں و کشمیر سے آنے کے وقت حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کے ذمہ ایک لاکھ پچانوے ہزار روپے ایک شخص کا قرض قابلِ ادا تھا۔ محترم میاں محمد عبدالرحمٰن خان صاحبؓ (خلف حضرت نواب محمد علی خان صاحبؓ) نے اس قرض کے بارے حضرت میر محمد اسحٰق صاحبؓ سے سُنا تھا کہ

"پہلی بار آپ (حضرت خلیفہ اوّلؓ) نے اپنے قرض کی ادائیگی کے لئے پانچ روپے کی قسط روانہ کی تو قرضخواہ نے قرض کی رقم خطیر کے بالمقابل اتنی قلیل قسط دیکھ کر لکھا کہ کیا آپ نے مجھ سے تمسخر کیا ہے تو آپ نے جواب میں لکھا کہ اس وقت میرے پاس اتنی ہی رقم تھی جو میں نے روانہ کر دی۔ قرض آپ کا میرے ذمہ ہے اور میں ہی اسے ادا کروں گا۔ آپ فکر نہ کریں۔"

(اصحاب احمد جلد دوم صفحہ ۴۸۵)

اللہ! اللہ!! کیا ایمان اور توکل تھا کہ ظاہری حالات موافق نہ ہونے پر بھی یقینِ کامل تھا کہ آپ اس بھاری رقم کو ادا کر پائیں گے۔

ملک صاحب کا بیان ہے:—

مجھے ملک غلام محمد صاحب قصوریؓ نے سُنایا اور انہوں نے یہ واقعہ خود حضرت خلیفہ اوّلؓ سے سُنا کہ جب حضرت خلیفہ اوّلؓ کو مہاراجہ نے ملازمت سے اچانک فارغ کر کے فوراً ریاست سے چلے جانے کو کہا تو اس کے کچھ عرصہ بعد احساس ہوا کہ اس نے یہ اچھا نہیں کیا۔ اور اُس نے آپ کو بلوا بھیجا کہ آپ پھر ہمارے پاس آجائیں۔ ہم پہلے سے بھی زیادہ "آپ کی خدمت کریں گے۔ تو آپ نے جواباً کہلا بھیجا کہ آپ تو ایک ریاست ہی کے فرماں روا ہیں۔ جس گھر کا میں ملازم ہو چکا ہوں اُس کے مقابلہ میں تو میں دنیا کی بڑی سے بڑی سلطنت کی فرماں روائی کو ہیچ محض سمجھتا ہوں۔"[1]

[1] خاکسار (مؤلف) نے مختصراً ادائیگی قرض کے بارے بیان (باقی کالم ۲ کے نیچے)

ملک صاحب نے تحریر کیا کہ:—

"حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ سے کئی بار آپ کی زبان سے میں نے سُنا۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ جب میں مہاراجہ جموں و کشمیر کی ملازمت سے اچانک علیحدہ ہوا تو اُس وقت مجھ پر ایک لاکھ پچانوے ہزار روپیہ قرض تھا۔ یہ بات غالباً ۱۸۹۲ء-۱۸۹۳ء کی ہے۔ ان دنوں میرے پاس ایک ہندو جس کو مجھ سے بہت محبت تھی آیا کرتا تھا۔ میں چونکہ اپنی آمدنی کا کثیر حصہ خیراتی کاموں میں خرچ کر دیا کرتا تھا اور اپنے پاس کچھ نہیں رکھتا تھا۔ وہ مجھے از راہِ محبت کہا کرتا تھا کہ حکیم صاحب! اپنے پاس بھی کچھ رقم رکھا کرو۔ اِن راجاؤں کا کوئی اعتبار نہیں۔ یہ معمولی سی بات پر فوراً ملازمت سے علیحدہ کر دیتے ہیں۔ میں اُسے یہی جواب دیتا تھا کہ جس خدا کے راستہ میں میں رقم خرچ کرتا ہوں وہ وقت آنے پر میری مدد فرمائے گا۔

"جس وقت مجھے اچانک ملازمت سے علیحدگی کا پروانہ دیا گیا تو وہ ہندو میرے پاس بیٹھا ہُوا تھا۔ اُس کو جب ملازمت سے میری علیحدگی کا علم ہُوا تو اُس نے مجھے کہا کہ میں نہ کہا کرتا تھا کہ ان راجوں کا کوئی اعتبار نہیں۔ اب آپ اُس شخص کو کیا جواب دیں گے جس کا آپ نے ایک لاکھ پچانوے ہزار روپیہ قرض دینا ہے۔ آپ میری نصیحت کی پروا نہیں کیا کرتے تھے۔ اب آپ کو پتہ لگے گا اور میری نصیحت کی آپ کو قدر ہوگی۔ میں نے کہا کہ جس طرح میں پہلے تمہاری نصیحت کو حقارت سے دیکھتا تھا اب بھی ویسے ہی حقارت سے دیکھتا ہوں۔

"ابھی وہ اتنی بات ہی کہنے پایا تھا کہ ایک مہارانی نے کئی ہزار روپے اس معذرت کے ساتھ بھجوائے کہ اتنی ہی رقم میرے پاس تھی۔

اور اس کے معاً بعد وہ شخص جس کا میں نے ایک لاکھ پچانوے ہزار روپیہ قرض دینا تھا اس کا کارندہ میرے پاس آیا۔ اور کہنے لگا کہ (انہوں نے مجھے یہ بتا کر بھجوایا ہے کہ) مولوی صاحب ریاست سے جا رہے ہیں۔ اُن کو روپیہ کی ضرورت ہوگی۔ جہاں انہوں نے جانا ہو وہاں تک ان کا اوراق کے سامان پہنچانے کا انتظام کر دوں۔

"اس پر وہ ہندو جھنجھلا کر بولا کہ اس احمق کو دیکھو۔ اپنے قرض کا تو مطالبہ نہیں کیا۔ اُلٹا اور روپیہ دینے کی اپنے کارندہ کو ہدایت کر بھیجی ہے۔ اور پھر کہنے لگا۔ اصل میں پرمیشر کے ہاں بھی لحاظ داری ہے۔ ہم سارا دِن کام کرتے ہیں تو کبھی جا کر چند روپوں کا مُنہ دیکھنا پڑتا ہے۔ اور مولوی صاحب ہیں کہ ان کی ضرورت کے لئے بِن مانگے روپیہ چلا آرہا ہے۔

"حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ یہاں (یعنی قادیان میں۔ مؤلف) بیٹھے ہی اللہ تعالیٰ نے ہمارا قرض اُتار دیا۔ یہ بات تو میں نے کئی دفعہ خود حضرت کے مُنہ سے سُنی تھی لیکن یہ سمجھ میں نہیں آتا (تھا) کہ اتنی بڑی رقم جو موجودہ ایام میں بیس لاکھ کے برابر تھی کہاں سے حضور کے پاس بیٹھے بٹھائے پہنچ گئی۔

"اس کے متعلق مکرمی ملک غلام محمد صاحبؓ (قصوری) مرحوم و مغفور نے ایک دفعہ تفصیل سے مجھے بتلایا کہ ریاست کشمیر میں ہر سال لکڑی کا نیلام ہوتا ہے۔ اس سال لکڑی کے نیلام کے متعلق مہاراجہ نے ٹنڈر طلب کئے۔ جس کا ٹنڈر مہاراجہ نے منظور کیا اُسے اِس شرط پر منظور کیا کہ جتنا نفع لکڑی کی فروخت سے ہو اُس کا نصف حکیم نورالدین صاحب کو دیا جائے۔ خدا کی حکمت اُس شخص کو اس سال تین لاکھ نوے ہزار روپیہ کا منافع ہُوا جس میں سے شرط کے مطابق مجھے ایک لاکھ پچانوے ہزار کی رقم دی گئی۔ اور میرا قرض ادا ہُوا۔

"ملک (غلام محمد) صاحب مرحوم نے مزید مجھے بتلایا کہ اگلے سال بھی مہاراجہ نے جس شخص کا ٹنڈر منظور کیا اس پر بھی یہی شرط لگائی کہ منافع کا نصف مولوی صاحب کو دیا جائے۔

"ملک صاحب مرحوم نے فرمایا کہ حضرت خلیفہ اوّلؓ نے انہیں یہ نہیں بتلایا تھا کہ کتنا نفع اس دوسرے یا اس شخص کو ہُوا۔ لیکن جب نفع کی رقم کا نصف حضرت خلیفہ اوّلؓ کے پاس بھجوایا گیا تو آپ نے یہ کہہ کر روپیہ لینے سے انکار کر دیا کہ پچھلے سال تو میں نے اس لئے رقم وصول کر لی تھی کہ میرے ربّ نے میرا قرض (ادا کرنے کا سامان کر) دیا تھا۔ جب وہ قرض ادا ہوگیا تو اب میں کوئی مزید رقم لینے کا حقدار نہیں ہوں۔"[2]

[2] تاریخ احمدیت جلد چہارم (صفحہ ۱۳۶) میں قرض کی تفصیل درج ہے۔ اور یہ بھی کہ دُوسری بار نصف نفع پہلے سے بھی زیادہ تھا۔ نیز یہ کہ کشمیر سے بھجوائے جانے کا سن ۱۸۹۲ء ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کے بارہ میں فرماتے ہیں:—

"میں اپنے روحانی بھائی کے ذکر کرنے کے لئے دِل میں جوش پاتا ہوں جن کا نام ان کے نورِ اخلاص کی طرح نورالدّین ہے۔ میں ان کی بعض دینی خدمتوں کو جو اپنے مالِ حلال کے خرچ سے اعلاءِ کلمۂ اسلام کے لئے وہ کر رہے ہیں ہمیشہ حسرت کی نظر سے دیکھتا ہوں کہ کاش وہ خدمتیں مجھ سے بھی ادا ہو سکتیں ...... انہیں میری راہ میں مال کیا بلکہ جان اور عزت تک دریغ نہیں۔"

(فتحِ اسلام)

بقیہ حاشیہ

محترم ملک صاحب سے نوٹ کیا تھا۔ ان کی ٹائپ شدہ نقل کو پڑھتے ہوئے پہلے تو ملک صاحب نے چند فقرات اپنی قلم سے بڑھائے جو اُوپر "واوین" میں درج کر دیا گیا ہے۔ لیکن آگے دیکھ کر کہ پوری تفصیل درج نہیں سب قلمزن کر کے (جس میں اوپر کا نقل شدہ حصہ بھی سہواً قلمزن کر دیا) تفصیل اپنی قلم سے تحریر کی جو آگے درج ہے

خلافت اتحاد المسلمین کا واحد ذریعہ

از ۔ چوہدری خورشید احمد پربھاکر صاحب درویش قادیان

قوموں کے احیاء و بقا، نشو و نما اور خوشحالی کا راز ان کی مضبوط مرکزی تنظیم اور اس پر ان کے غیر متزلزل الیقین اور اس کے ہمہ وقتی لیڈر کی قیادت میں مضمر ہے۔ اگرچہ دنیا میں بادشاہت جمہوریت۔ ڈکٹیٹر شپ۔ کمیونزم۔ نازی ازم۔ فاسشزم اور شاعو ازم وغیرہ بہت سے نظام پائے جاتے ہیں۔ جو زمانے کے اتار و چڑھاؤ کے ساتھ بدلتے ٹوٹتے اور معدوم ہوتے رہتے ہیں۔ مگر بہترین نظام وہ ہے جس کی بنیاد خود خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھوں سے رکھی۔ اسلام نے ایسے نظام کو "خلافت" کے نام سے موسوم فرمایا ہے جو موجودہ دنیا کے تمام انبیاء کی یعنی خصوصاً مسلمانوں کے اتحاد کا واحد ذریعہ اور اسلامی اجتماعیت کا شعار ہے۔ خلافت ایک نعمت عظمیٰ اور قومی شیرازہ بندی کے لئے "حبل اللہ" ہے۔ جو امام الزمان پر ایمان لانے اور عمل صالح کے ساتھ مشروط ہے۔ چنانچہ خدا تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرمایا ہے:۔

وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ فِی الْاَرْضِ .... وَمَنْ کَفَرَ بَعْدَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْفٰسِقُوْنَ۝

(سورہ نور ۵۶)

خدا تعالیٰ نے تم میں سے ایمان لانے والوں اور ایمان کے مناسب حال عمل کرنے والوں سے یہ وعدہ کیا ہے کہ وہ انہیں زمین میں خلیفہ بنائے گا۔ اور جو لوگ اس نعمت خلافت کی ناشکری کر کے خدا تعالیٰ کے وعدہ کو اپنے واپس لوٹا دیں گے وہ لوگ نافرمان ہوں گے۔

مسلمانوں کا تابناک ماضی

دور اوّل کے مسلمانوں نے خدا تعالیٰ کے عطا فرمودہ نظام خلافت کی طاقت کا راز سمجھا اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد حضرت ابو بکرؓ کے ہاتھ پر ... خلافت کر کے اس "حبل اللہ" (خلافت) کو مضبوطی سے پکڑ لیا۔ اور نظام خلافت کی برکت سے ابر رحمت بن کر ساری دنیا پر چھا گئے۔

"ایک طرف وہ ساری مغربی دنیا کے استاد بن گئے اور علم و فتح و نصرت کا پھریرا ایک طرف بنگال اور دوسری طرف اسپین میں لہرانے لگا۔"

(ڈاکٹر گوکل چند P.H.D بیرسٹر ایٹ لاء بحوالہ آریہ مسافر جالندھر ص ۱۶ ۱۹۱۲ء)

دور اوّل کے قدوسی و خدا نما خلفاء کی روحانی تاثیرات زمان و مکان کی حدود کو پار کر کے آج ہند کے لوگوں پر اثر انداز ہو رہی ہیں۔ چنانچہ لالہ لاجپت رائے نے اسلامی خلافت کی اہمیت کو اپنے دل کی گہرائیوں میں محسوس کیا کہ۔

"میں مذہب اسلام سے محبت کرتا ہوں۔ اور اسلامی پیغمبر کو دنیا کے بڑے مہا پرشوں میں سمجھتا ہوں۔ اور اسلام کا بہترین رنگ وہ ہے جو حضرت عمرؓ خلیفہ دوئم کے زمانہ میں تھا۔"

(ایک آریہ کے چند سوالوں کا جواب ص ۶۲ بحوالہ برگزیدہ رسول غیروں میں مقبول ص ۳۶)

مہاتما گاندھی جی کو بھارت میں بہت سے "عیسیٰ کا اوتار" مانتے ہیں وہ اسلام کی ترقی اور شان و شوکت کا راز بتاتے ہوئے کہتے ہیں

"اسلام کی اس شوکت کا راز تلوار پر مبنی نہیں۔ بلکہ اس کے خلفائے اوّلین کی قوت برداشت ان کی قربانی اور بزرگی پر منحصر ہے"

(بحوالہ ینگ انڈیا ۲۴ فروری ۱۹۲۴ء)

غیر مسلم دوستوں نے اسلام کے ابتدائی دور خلافت کو "اسلام کا سنہری زمانہ" قرار دیا ہے جب کہ دنیا کے بیشتر ممالک نے اسلامی خلافت کے بہترین اصولوں کو اپنا لیا۔ اور مسلمانوں نے "نسلی اختلاف و افتراق کی حدود کو توڑ کر قومی و ملّی وحدت "خلافت" سے وابستہ ہو کر "بنیان مرصوص" (یعنی سیسہ پگھلائی ہوئی دیوار) بن گئے تھے اور ہوتے ہوتے دنیا کے تین چوتھائی حصہ کے لوگوں کو جہالت سے نجات دلا کر خدا والے بنا دیا۔ مسٹر لڈوف کریل ... کے مطابق:۔

"مسلمانوں نے علوم و فنون، علم ہیئت و سائنس، علم طب و حکومت، سیاست، فلاحت، صنعت و حرفت، علم موسیقی، فن تعمیر، فن حرب کو فروغ بخشا۔ چرند، پرند، درند، ماہی و مور کی ترقی اور افزائش کے لئے اپنی صلاحیتیں صرف کیں۔ غرضیکہ زندگی کے ہر شعبے میں ہر چیز نے عروج حاصل کیا۔"

(بحوالہ رسالہ مولوی جمادی الاول ۱۳۵۴ ہجری)

جو علم و فن ان سے نصرانیوں نے کیا کسب اخلاق روحانیوں نے ادب ان سے سیکھا صفاہانیوں نے کہا بڑھ کے لبیک یزدانیوں نے ہر اک دل سے رشتہ جہالت کا توڑا کوئی گھر نہ دنیا میں تاریک چھوڑا

(حالی)

حقیقت یہ ہے کہ زمانۂ حال کا دور اکتشافات دراصل مسلمانوں کی علمی کھوج اور کاوش کا ماحصل ہے جو خلافت کی برکات میں سے ایک برکت ہے۔

روحانی دنیا میں اسلام میں کروڑہا انسان باخدا، صالح، صدیق، شہید اور ملہم پیدا ہوئے۔ جن سے خدا ہمکلام ہوتا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ رضوان اللہ علیہم کے بارے میں فرمایا ہے۔

اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ بِاَیِّھِمْ اقْتَدَیْتُمْ اھْتَدَیْتُمْ ۔

(مشکوٰۃ باب مناقب الصحابہ)

میرے صحابہؓ ستاروں کی مانند ہیں۔ ان میں سے جس کی بھی پیروی کرو گے ہدایت پاؤ گے۔

مذہبی دنیا میں ایسا دعویٰ منفرد اور حیرت انگیز ہے۔ اور فی الواقع صحابہ کرامؓ ایسے ہی ثابت ہوئے۔ جنہوں نے ہمارے پیغمبر گمراہی کی تاریکی راتوں میں چاند ستاروں کی طرح اپنے مطاع صلی اللہ علیہ وسلم سے نور پا کر دنیا کے بھولے بھٹکے لوگوں کو راہ حق دکھایا۔

جو ستارے چمکے شرق میں لمعہ افگن یہ تھا ان کی کرنوں سے تا غرب روشن نوشتوں سے ہیں ان کے اب تک مزین کتب خانۂ پیرس و روم و لندن

(حالی)

دور انحطاط

وہ کیسا سہانا زمانہ تھا جب اسلام اور مسلمان اپنی روحانی و اخلاقی تعلیمات۔ الٰہی تائیدات، حسن معاشرت اور رواداری کے باعث تین چوتھائی دنیا کے حصہ پر غالب اور محیط تھے۔ ان کی شان و شوکت، ان کی سطوت و جبروت ان کے فیوض ظاہری و باطنی اور روحانی کا سارا زمانہ دل سے معترف اور ان کا ممنون احسان تھا۔

پھر وہ منحوس زمانہ آیا۔ جب مسلمانوں کی ساری شان و شوکت ختم ہو گئی۔ مسلمان حکمرانوں کے ہاتھوں سے مسلم ممالک یکے بعد دیگرے نکل گئے۔ سپین۔ کریٹ۔ یونان بلقان ترکی کے دوسرے ممالک مالدویا Moldavia ولشیا Wallachia پر یشیا، افریقہ، مصر۔ سعودی عرب۔ ایران افغانستان۔ ہندوستان۔ ہانگ کانگ اور شرق بعید کے بیشتر وہ علاقے جن میں مسلمانوں کی اچھی خاصی آبادی تھی انگریزوں اور غیر مسلم حکمرانوں کے زیر اثر چلے گئے۔ اور ان میں سے اکثر ممالک غیر مسلموں کی نو آبادیاں بن گئیں۔ (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو تاریخ ہند و یورپ مصنفہ ایشور پرشاد جی۔ انقلابات ایشیا۔ فرانس۔ یورپ ۱۷۸۸ء تا ۱۸۶۴ء)

مسلمان مذہبی، روحانی، اقتصادی معاشی، اور سماجی لحاظ سے اس قدر تحت الثریٰ میں چلے گئے کہ ان میں اپنے شاندار اور تابناک ماضی کو حاصل کرنے کی نہ تو طاقت تھی اور نہ ہی امید۔ وہ قنوطیت کے انتہائی گہرے غار میں جا گرے تھے۔ بلکہ بقول مولانا حالی کے

رہا دین باقی نہ اسلام باقی اک اسلام کا رہ گیا نام باقی

ایک وقت تھا کہ ترکی کا جھنڈا قلب یورپ دریائے ڈینیوب کے کناروں پر لہرایا کرتا تھا۔ اور پھر ایک منحوس وقت ایسا بھی آیا جب کہ روس نے ۱۸۵۳ء میں ترکی کو یانٹ

پلین کی تجویز انگلینڈ کے سامنے رکھی۔ اور ترکی حکمران کیلئے مرد بیمار Sick man کے الفاظ استعمال کئے۔ وہ زمانہ ترکی کے لئے بہت ہی نازک اور خوفناک خیال کیا جاتا تھا۔ اور اعلیٰ حضرت سلطان المعظم خاقان اعظم امیر المومنین سلطان السلطان الغازی عبد الحمید خان ثانی فرمانروائے سلطنت ترکیہ تھے۔ ترکی اشرار روسیوں سے مل گئے۔ اور انہوں نے روس کو ترکی کا ناک بنانے میں کوئی دقیقہ نہیں چھوڑا۔ ان حالات میں سلطان ترکیہ کی عیاشی یہ تھی کہ ازدواج کے علاوہ ایک سو کے قریب بیگمات حرم سرا تھے مزید تعلیمی خرچ کا سالانہ خرچ کم از کم چالیس لاکھ پونڈ تھا۔ اس کے علاوہ روزانہ خرچ شیر دنی میں روٹی ۱۶ ہزار پونڈ، چاول ایک ٹن، مچھلی چالیس من، چینی ۹ من صرف ہوتی تھی۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو (مرقع جنگ ترکی و یونان حصہ اول صفحہ ۱۱ و صفحہ ۹۱ تا ۹۵) از مفتی عبد القادر صاحب تائب۔ مالک آرمی پریس شملہ سنہ ۱۹۰۴ء (۱۳۲۱ھ)

دور انحطاط کے ایک مسلم فرمانروا کا یہ نمونہ مشتے از خروارے پیش کیا گیا ہے۔ دوسری طرف مسلمانوں کو نائب رسول علماء کرام پیران اور سجادہ نشینوں کی حالت اسلام سے کوئی مناسبت اور مطابقت نہیں رکھتی تھی۔ شاعر مشرق علامہ اقبال نے علماء و پیران اور مسلمانوں کی دینی اور روحانی زبوں حالی کا نقشہ پیش فرمایا ہے کہ:

"شیخ در حلقۂ بتاں اسلام یافت
رشتۂ تسبیح را زنار ساخت"

* شیخ اسلام۔ مجازی بتوں (دوشیزگان) میں اسلام تلاش کر رہا ہے۔ اس نے تسبیح کے دھاگہ کو زنار (جنیئو) بنا رکھا ہے۔

"واعظ ما چشم بر بتخانہ دوخت
مفتی دین مبین فتویٰ فروخت"

ہمارے واعظ نے اپنی نگاہ بتخانہ پر جما رکھی ہے۔ اور دین کے مفتی نے فتویٰ فروخت کرنے کا دھندا شروع کر دیا ہے۔

"چیست یاران بعد ازیں تدبیر ما
رخ سوئے میخانہ دارد پیر ما"

اے دوستو! اس کے بعد ہماری تدبیر کیا ہونی چاہیئے۔ جبکہ ہمارے پیرو مرشد شراب خانہ کی طرف رخ کئے ہوئے ہیں۔

(اسرار و رموز از اقبال صفحہ ۷۹)

مسلمانانِ عالم و کعبہ

"مسلم از سر نبی بیگانہ شد
باز ایں بیت الحرم بتخانہ شد"

دنیا بھر کے مسلمان محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ اور نبوت کے راز بھول چکے ہیں۔ اور یہ کہ بیت الحرام کعبہ۔ توحید خالص کا گھر دوبارہ مورتیوں کا گھر بن چکا ہے۔ لات و منات عزیٰ۔ ہبل وغیرہ مورتیوں کے پجاری (مسلمانان ہر چہار سمت) اسلامی تعلیمات اور توحید الٰہی کو چھوڑ کر پھر مورتی پوجا کرنے لگ گئے ہیں۔ بلکہ ہر ایک نے اپنی اپنی بغل میں مورتی چھپا رکھی ہے۔

"مسلم ہندی شکم را بندۂ
خود فروشے دل ز دیں بر کندۂ"

ہندوستان کا مسلمان (جو ہندوستان میں ایک ہزار برس تک شہنشاہ بن کر حکمرانی کرتا رہا) اپنے پیٹ کا غلام ہے۔ اس نے اپنی ضمیر کو بیچ کھایا ہے۔ اور اپنے دل سے دین اسلام کو اکھاڑ کر پھینک دیا ہے۔

(بحوالہ تعلیمات اقبال صفحہ ۹۲ تالیف پروفیسر محمد یوسف خان B.A. - ناشر اقبال اکیڈمی لاہور)

یاد رہے کہ علامہ اقبال کو بعض نظریہ پاکستان کا جنم داتا۔ اور بعض "مسیحا" اور پیامبر تسلیم کرتے ہیں کہ "خدا کا شکر ہے کہ اس نے عین وقت پر ...... ایک مسیحا کو بھیج دیا۔ جس نے موجودہ زمانے میں وہی فرض انجام دیا جو اسلام سے پہلے انبیاء بنی اسرائیل دیا کرتے تھے" (تعلیمات اقبال صفحہ ۴۹)

ادھر عام کے مسلمان روح اسلام سے عاری اور جاں نثاریٔ رسول بت پرست اور ننگ انسانیت اور اسلامی احیاء سے قطعاً نابلد تھے۔ تو ادھر غیر مذاہب والے ان پر تابڑ توڑ حملے کر رہے تھے۔ حتیٰ کہ مسٹر جان ہنری۔ بیروز عیسائیت کے داعی نے سیوت نے اعلان عام کر دیا کہ:

"وہ اس ترقی کے نتیجہ میں صلیب کی چمکار آج ایک طرف ہندوستان پر ضوء افگن ہے تو دوسری طرف فارس کے پہاڑوں کی چوٹیاں باسفورس کا پانی اس کی چمکار سے جگمگ جگمگ کر رہا ہے۔ یہ صورت حال پیش خیمہ ہے اس آنے والے انقلاب کا جب ..... صلیب کی چمکار صحرائے عرب کے سکوت کو چیرتی ہوئی وہاں پہنچے گی۔ اور اس وقت خداوند یسوع اپنے شاگردوں کے ذریعہ مکہ کے شہر اور خاص کعبے کے حرم میں داخل ہوگا۔"

(بیروز لیکچرز صفحہ ۴۲)

بعید مایوس ناکام اور منتشر الاحوال مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد تثلیث کی گود میں چلی گئی۔ دوسری بڑی تعداد لادینی فلسفیانہ تحریکات کی وجہ سے کفر و الحاد کا شکار ہوئی۔

تمنائے خلافت

مسلمانوں کی ترقی اور عروج کی بنیاد "خلافت اسلامیہ" ہوا ہے۔ خلافت کی برکت سے مسلمانوں نے دینی اور دنیاوی ترقیات کے لامتناہی میدانوں میں سرپٹ گھوڑے دوڑائے۔ دنیائے اسلام ابھی اس سنہرے بابرکت زمانہ کی یاد میں مسلمانوں کے دلوں کو گرماتی اور گدگدیاں لیتی رہتی ہیں۔ خلافت راشدہ کی انمٹ یادیں۔ ماضی کا زرینہ سلا خواب ان سے تعبیر کا مطالبہ کرتا رہتا ہے۔

سر محمد اقبال نے مسلمانوں کے آج کے دور انحطاط اور بیسویں صدی کے جملہ مشکل مسائل کا حل "خلافت" کو قرار دیا ہے۔ کیونکہ صرف خلافت ان تمام مسلمانوں کو متحد و منظم اور ایک خدائی قوم بنا سکتی ہے۔ چنانچہ علامہ موصوف نے نہایت درد سے قوم سے اپیل کی ہے کہ:

"ربط و ضبط ملت بیضا ہے مشرق کی نجات
ایشیا والے ہیں اس نکتہ سے اب تک بے خبر
ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لئے
نیل کے ساحل سے لے کر تابخاک کاشغر
نسل اگر مسلم کی مذہب پر مقدم ہوگئی
اڑ گیا دنیا سے تو مانند خاک رہگذر
تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر"

(بانگ درا صفحہ ۲۶۶)

(۲) اس لئے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منشائے الٰہی کے موافق اپنا نائب و خلیفہ بنایا تاکہ عوام الناس کی اصلاح ہوتی رہے۔ اور قیامت تک یہ سلسلہ جاری رہے۔ پس یکے بعد دیگرے خلیفہ ہوتا جائیگا اگر خلیفہ نہ ہو تو دنیا کی اصلاح کون کرے گا۔ اسی لئے خلیفہ کا ہونا لازم ہوا۔

"حضرت امام حسین کے شہید ہونے کے بعد دنیا کے نزدیک صحیح خلافت اور امامت کا سلسلہ منقطع ہوگیا۔ لیکن حقیقت میں صحیح خلیفہ یکے بعد دیگرے قیامت تک ہوتے جائیں گے۔ گو دنیا کی نظر میں صحیح خلیفہ غائب ہو گیا ..... (تو) طرح طرح کی خرابیاں مسلمانوں میں شروع ہوگئیں۔ اصول مذہب کو مسلمانوں نے چھوڑ دیا ..... تو مناسب ہے عوام الناس کو کہ اللہ کے خلیفہ کو تلاش کرکے اطاعت کریں۔ خلیفہ کا ہونا تو ہر وقت لازمی بات ہے ..... اب ہدایت یا تو خلیفہ وقت سے یا کوئی اہل اللہ خلیفہ وقت سے کامیاب ہو گیا اس سے (حاصل) ہوگی۔ پس اس سے ہی ہدایت ہو سکتی ہے ..... حقیقت میں جو خلیفہ کی اطاعت ہے۔ وہ خلیفہ کی نہیں۔ بلکہ اللہ کی اطاعت ہے۔ تو اب مناسب ہے عوام الناس کو کہ خلیفہ وقت کی تلاش کرکے اس کے ہاتھ پر بیعت کریں ..... موتوا قبل ان تموتوا (حدیث) ..... پس پیر سے یہ نسخہ طلب کرنا چاہیئے کہ کس طرح میں فنا ہو کر بقا میں مل جاؤں گا۔"

(چراغ راہنمائے جہان صفحہ ۶ و صفحہ ۵۵ مصنفہ ذوالفقار علی شاہ صفوی بریلوی۔ مطبع احتشامیہ۔ بارود پریس مرادآباد سنہ ۱۳۲۱ھ)

رسالہ چراغ راہنمائے جہان پورے کا پورا ضرورت خلافت اور خلیفہ کے مضمون پر مشتمل ہے۔

(۳) ".... اگر زندگی کے ان آخری لمحات میں ایک دفعہ پھر خلافت علیٰ منہاج نبوت کا نظارہ نصیب ہو گیا تو ہو سکتا ہے کہ ملت اسلامیہ کی بگڑی سنور جائے"

(اخبار تنظیم اہلحدیث ستمبر ۱۹۷۶ء)

خلافت حقہ اسلامیہ احمدیہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بعد مسلمانوں میں جاری ہونے والے نظام کے پانچ دور بطور پیشگوئی بیان فرمائے ہیں۔

(۱) دور نبوت (۲) خلافت علیٰ منہاج نبوت (۳) بادشاہت (۴) ہنگامہ خیز جبری اور ظالمانہ ڈھنگ کی حکومت کا دور (۵) ربانی طرز فراہمی ......

خلیفۂ برحق کی صحیح پہچان

از:- مکرم مولوی سیّد قیام الدین صاحب برق مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ آسام

امام الہند مولانا ابوالکلام آزاد اپنی ایک تالیف میں امام وقت کی ضرورت اور اُس کی اہمیت پر طویل طویل تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:-

"پانچ وقت کی جماعت نمازیں جماعتی نظام کا پورا پورا نمونہ مسلمانوں کو دکھلا دیا گیا۔ کیونکہ نماز ہی وہ عمل عظیم ہے جو اسلام کے تمام عقائد و اعمال کا جامع ترین نمونہ ہے کس طرح سینکڑوں ہزاروں منتشر افراد مختلف مقاموں مختلف جہتوں مختلف شکلوں اور مختلف لباسوں میں آتے ہیں لیکن یکایک صدائے تکبیر کے سبب انتشار کو ایک کامل اتحادی جسم میں تبدیل کر دیتی ہے۔ یہاں تک کہ ہزاروں اجزاء کا یہ منتشر مواد بالکل ایک جسم واحد کی صورت اختیار کر لیتا ہے۔ سب کے وجود ایک ہی صف میں گھرے ہوئے سب کے کاندھے ایک دوسرے سے ملے ہوئے سب کے قدم ایک ہی سیدھ میں سب کے چہرے ایک ہی جانب قیام کی حالت ہے تو سب ایک جسم واحد کی طرح کھڑے ہیں۔ جھکاؤ ہے تو تمام صفیں بیک وقت جھکی ہوئی ہیں۔ ظاہر کے ساتھ باطن بھی یکسر متحد و ممزوج۔ سب کے دل ایک ہی یاد میں محو سب کی زبانیں ایک ہی ذکر میں مترنم۔ پھر دیکھو سب کے آگے صرف ایک ہی وجود امام کا نظر آتا ہے جس کے اختیار میں جماعت کے تمام اعمال و انفعال کی باگ ہوتی ہے جب چاہے سب کو جھکا دے۔ جب چاہے سب کو اکٹھا کر دے۔"

(بحوالہ کتاب مسئلہ خلافت مؤلف مولانا ابوالکلام آزاد اعتقاد پبلشنگ ہاؤس مطبوعہ نئی دہلی فروری ۱۹۸۷ء صفحہ ۵۳)

آگے چل کر اسی مسئلہ پر بحث کرتے ہوئے عالم اسلام کو بیدار کرنے کیلئے ضرورت امارت ضرورت خلافت ضرورت امامت کے مضمون پر روشنی ڈالتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:-

"...... جماعت بے سود ہے اگر اس کا نظام نہ ہو اور کوئی سردار اور راہنما نہ ہو۔ تم پانچ آدمیوں کی بھی کوئی مجلس منعقد کرتے ہو تو سب سے پہلے ایک پریذیڈنٹ کا انتخاب کرتے ہو اور سمجھتے ہو کہ جب تک کسی کو صدر مجلس نہ مان لیں۔ مگر یہ پانچ آدمیوں کی مجلس بھی باقاعدہ کام نہ کر سکے گی۔ فوج ترتیب دیتے ہو تو دس آدمیوں کو بھی بغیر ایک افسر کے نہیں چھوڑتے اس کی اطاعت ماتحتوں کے لئے فرض سمجھتے ہو اور یقین کرتے ہو کہ بغیر اس کے فوج کا نظام نہیں رہ سکتا۔ پانچ دس آدمی بھی اگر بغیر امیر کے کام نہیں کر سکتے تو قومیں کیونکر اپنے فرائض بلا امیر کے انجام دے سکتی ہے؟"

(مسئلہ خلافت صفحہ ۵۹)

بلاشبہ مولانا آزاد کے یہ واضح بیانات کسی مزید تبصرے کی ضرورت محسوس نہیں کرتے کہ مسلمانوں کی بہبودی اور بھلائی کا راز اسی میں ہے کہ وہ خلیفۂ وقت امام وقت کو تلاش کریں اور اُس کے دامن سے وابستہ ہو کر اسلام کی فتح اور مکمل غلبہ کے لئے کوشاں ہو جائیں اور ہاں ہاں ہاں یہی وہ حیات آفریں و زندگی بخش پیغام الٰہی ہے جس کو کہ قرآن پاک نے کچھ اس طریق پر بیان کیا ہے۔ واعتصموا بحبل اللّٰہ جمیعًا ولا تفرقوا (الآیۃ) اب تک کے بیان میں راقم الحروف نے ضرورت امام و ضرورت خلافت پر ہی روشنی ڈالی ہے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ امام وقت و خلیفۂ برحق کی شناخت اور پہچان کس طرح ہو اس تعلق میں سلسلہ عالیہ احمدیہ کے لٹریچر میں بہت کچھ مواد مل سکتا ہے۔ جس کو کہ ربانی علماء قرآن حدیث اور سیرتوں کی کتابوں کی روشنی میں ٹھوس حقائق پر مشتمل قابل قبول نہایت ہی خوبصورتی کے ساتھ ذوقی اجتہادات پیش کر کے مؤمنین کے قلوب کو فتح کرتے آئے ہیں اور انشاء اللہ آئندہ بھی امام مہدی علیہ السلام کے بتائے ہوئے اسی مقدس نہج کے مطابق قلوب مؤمنین کو فتح ہی کرتے جائیں گے۔ قارئین کرام توجہ لیجئے اسی ضمن میں ایک جدید نادر حوالہ پیش خدمت ہے:-

"صحیح خلیفہ کی پہچان کیا ہے؟ یہ کہ جو شخص تمام دنیا سے علوم ظاہر اور علم باطن اور تمام علوم سے باخبر ہوگا۔ اور تمام دنیا کے دانشمندوں سے زیادہ عقلمند ہوگا۔ اور اللہ کی قوت اُس کے ساتھ ہوگی۔ یہ مختصر پہچان صحیح خلیفہ کی عرض کی گئی ہے اب ہدایت یا تو خلیفۂ وقت سے یا جو کوئی اہل اللہ خلیفۂ وقت سے کامیاب ہو چکا ہو اُس سے ہوگی پس اُس سے بھی ہدایت ہو سکتی ہے مگر یہ ولی اللہ بھی اطاعت کرے گا خلیفۂ وقت کی۔ اور جس قدر ولی اللہ ہوں گے سب کے سب اطاعت کریں گے خلیفۂ وقت کی اور خلیفۂ وقت اور ولی اللہ کی اطاعت جو کوئی بندۂ خدا کرے گا تو حقیقت میں اُس کی اطاعت نہیں ہے بلکہ سلسلہ بسلسلہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت ہے اور رسول صلعم کی جو اطاعت ہے وہ اللہ کی اطاعت ہے۔ اس لئے اللہ پاک نے اپنے کلام پاک میں پانچویں پارہ سورۃ النساء کے آٹھویں رکوع میں ارشاد فرمایا ہے أطیعوا اللّٰہ وأطیعوا الرسول وأولی الأمر منکم (یعنی اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی اور اطاعت کرو صاحب امر کی یعنی خلیفہ کی جو تم سے یعنی تم میں سے ہو۔ تم) تو حقیقت میں خلیفہ کی جو اطاعت ہے وہ خلیفہ کی نہیں ہے بلکہ اللہ کی اطاعت ہے اور خلیفہ کے جو ہاتھ پر بیعت کی جاتی ہے وہ خلیفہ کا ہاتھ نہیں ہے بلکہ اللہ کا ہاتھ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں چھبیسویں ۲۶ پارہ سورۃ فتح کے پہلے رکوع میں ارشاد فرماتا ہے یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ أَیْدِیْہِمْ (یعنی ہاتھ اللہ کا ہے اوپر ہاتھ اُن کے)۔"

(بحوالہ کتاب "چراغ رہنمائے جہاں" مصنفہ حضرت ذوالفقار علی شاہ صاحب صفوی بریلوی صفحہ ۵۔ باہتمام بتن خان باردوم مطبع احتشامیہ پریس مُراد آباد میں چھپا سنہ ۱۹۳۰ء)

سبحان اللہ کس دلچسپ انداز اور پُر حکمت طریق پر نہایت ہی آب و تاب اور صفائی سے خلیفہ برحق کی نشانی اور علامات وغیرہ بیان کی گئی ہے۔ صرف اسی پر مصنف نے اکتفا نہیں کیا کہ خلیفہ برحق کے علامات نشانی بیان کر کے خاموش رہ گیا ہو نہیں بلکہ آگے لکھتا ہے:-

"تو اب مناسب ہے عوام الناس کو کہ خلیفۂ وقت کو تلاش کر کے اُس کے ہاتھ پر بیعت کریں۔"

سیدنا مہدی پاک علیہ السلام نے کیا خوب فرمایا ہے۔

صاف دل کو کثرت اعجاز کی حاجت نہیں
اک نشاں کافی ہے گر دل میں ہو خوف کردگار

یہ بات قابل ذکر ہے بلکہ اسی مضمون کے تسلسل کو برقرار رکھنے کے لئے "خلیفہ برحق" کے حوالہ سے متعلق ایک ایمان افروز واقعہ بیان کر دوں عربی کا ایک محاورہ ہے۔

کُلُّ امرٍ مرھونٌ بأوقاتھا

ہمارے آسام کے ڈبروگڑھ شہر سے خاکسار کو یہ کتاب ایک غیر احمدی دوست سے ملی۔ یہ غیر احمدی دوست کافی دنوں سے سلسلہ عالیہ کا لٹریچر تو پڑھتے تھے اور کافی متاثر بھی رہتے تھے۔ اور سلسلہ عالیہ کے لٹریچر اور اخبار میں امیر المؤمنین کے خطبات کو پڑھ کر داد تحسین بھی دیتے تھے انکی آنکھیں کئی بار پُرنم بھی ہو جاتی تھیں مگر یہ باقاعدہ بیعت کر کے حلقہ احمدیت میں آنے کو رضامند نہ ہوتے تھے۔ جب بھی اُن کو کہا جاتا کہ جب آپ احمدیت سے اس قدر عقیدت مندی کا اظہار کرتے ہیں تو پھر باقاعدہ بیعت ہی کیوں نہیں کر لیتے؟ موصوف جواب نفی میں دیتے ہوئے ایک ہی بات کہہ دیتے رہے کہ جب میں نے

(باقی ملاحظہ فرمائیں صفحہ ۱۹ پر)

مُقامِ خلافت اور ہماری ذمہ داریاں

از:- مکرم مولوی محمد نذیر صاحب مبشر مبلغ سلسلہ

نبوّت بیج کا حکم رکھتی ہے جس کے ذریعہ خدا کی صفات کے اظہار کی بنیادیں دُنیا میں قائم ہوتی ہیں۔ لیکن ان کی تکمیل خلافت کے ذریعہ ہوتی ہے۔ چنانچہ اس سلسلہ میں چند اقتباسات ہدیۂ قارئین ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"خلیفہ جانشین کو کہتے ہیں اور رسول کا جانشین حقیقی معنوں کے لحاظ سے وہی ہو سکتا ہے جو ظلّی طور پر رسول کے کمالات اپنے اندر رکھتا ہو کیونکہ خلیفہ دراصل رسول کا ظل ہوتا ہے۔ اور چونکہ کسی انسان کے لئے دائمی طور پر بقا نہیں لہذا خدا تعالےٰ نے ارادہ کیا کہ رسولوں کے وجود کو جو تمام دُنیا کے وجودوں سے اشرف و اولیٰ ہیں ظلّی طور پر ہمیشہ کے لئے تا قیامت رکھے سو اس غرض سے خدا تعالےٰ نے خلافت کو تجویز کیا تا دُنیا کبھی اور کسی زمانہ میں بھی برکاتِ رسالت سے محروم نہ رہے۔"

(روحانی خزائن جلد ۶ صفحہ ۳۵۳)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:-

"انبیاء اور خلفاء اللہ تعالےٰ کے قرب کے حصول میں ممد ہوتے ہیں جیسے کمزور آدمی پہاڑ کی چڑھائی پر چڑھ نہیں سکتا تو سوٹے اور کھڈ مشک کا سہارا لے کر چڑھتا ہے اسی طرح انبیاء اور خلفاء لوگوں کے لئے سہارے ہیں وہ دیواریں نہیں جنہوں نے اپنی قرب کے راستوں کو روک رکھا ہے بلکہ سوٹے اور سہارے ہیں جن کی مدد سے کمزور آدمی بھی اللہ تعالےٰ کا قرب حاصل کر لیتا ہے۔"

(الفضل ۱۱ ستمبر ۱۹۳۷ء)

نبی اکرم صلعم نے خلیفہ کی کامل اطاعت اور فرمانبرداری اختیار کرنے کا تاکیدی حکم فرمایا:-

علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین المہدیین تمسکوا بہا و عضوا علیہا بالنواجد۔

یعنی تم پر واجب ہے کہ میری اور میرے خلفائے راشدین کی سنّت پر عمل پیرا ہو اور اُن کی سنّت کو مضبوطی سے تھام کے رکھو۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:-

"اطاعت رسول بھی خلیفہ کے بغیر نہیں ہو سکتی کیونکہ رسول کی اطاعت کی غرض یہ ہوتی ہے کہ سب کو وحدت کے رشتے میں پرو دیا جائے۔"

پھر آپؓ اپنی جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

"میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ خواہ تم کتنے ہی عقلمند اور مدبّر ہو اپنی تدابیر اور عقلوں پر چل کر دین کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتے جب تمہاری عقلیں اور تدبیریں خلافت کے ماتحت نہ ہوں اور تم اپنے امام کے پیچھے پیچھے نہ چلو تم ہرگز اللہ تعالےٰ کی مدد اور نصرت حاصل نہیں کر سکتے پس اگر تم خدا تعالےٰ کی نصرت چاہتے ہو تو یاد رکھو اُس کا کوئی ذریعہ نہیں سوائے اس کے کہ تمہارا اٹھنا بیٹھنا کھڑا ہونا اور چلنا اور تمہارا بولنا اور خاموش ہونا میرے ماتحت ہو۔" (الفضل ۱۷ مئی ۱۹۶۵ء)

نیز فرمایا:-

"شریعت وہ ہے جو قرآن کریم میں بیان ہے اور آداب وہ ہیں جو خلفاء کی زبان سے نکلیں پس ضروری ہے کہ آپ لوگ ایک طرف تو شریعت کا احترام قائم کریں اور دوسری طرف خلفاء کا ادب و احترام قائم کریں۔ اور یہی چیز ہے جو مومنوں کو کامیاب کرتی ہے۔"

(الفضل یکم جون ۱۹۶۸ء)

پھر فرمایا:-

"جو جماعتیں منظم ہوتی ہیں اُن پر ایک اہم ذمہ داری یہ ہے کہ جب وہ ایک امام کے ہاتھ پر بیعت کر چکے تو پھر انہیں امام کے منہ کی طرف دیکھتے رہنا چاہیئے کہ وہ کیا کہتا ہے اور اس کے قدم اُٹھانے کے بعد اپنا قدم اُٹھانا چاہیئے اور افراد کو کبھی بھی ایسے کاموں میں حصّہ نہیں لینا چاہیئے جن کے نتائج ساری جماعت پر ہو کر پڑتے ہوں۔ ..... امام کا مقام تو یہ ہے کہ وہ حکم دے اور ماموم کا مقام یہ ہے کہ وہ پابندی کرے۔"

(الفضل یکم جون ۱۹۶۷ء)

مزید فرمایا:-

"یاد رکھو ایمان کسی خاص چیز کا نام نہیں بلکہ ایمان نام ہے اس بات کا کہ خدا تعالےٰ کے قائم کردہ نمائندہ کی زبان سے جو بھی آواز بلند ہو اُس کی اطاعت اور فرمانبرداری کی جائے ...... ہزار دفعہ کوئی شخص کہے کہ میں مسیح موعودؑ پر ایمان لاتا ہوں ہزار دفعہ کوئی کہے کہ میں احمدیت پر ایمان رکھتا ہوں خدا کے حضور اس کے ان دعووں کی کوئی قیمت نہیں ہوگی جب تک وہ اس شخص کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ نہیں دیتا جس کے ذریعہ خدا اس زمانہ میں اسلام قائم کرنا چاہتا ہے جب تک جماعت کا ہر شخص پاگلوں کی طرح اُس کی اطاعت نہیں کرتا اور جب تک اُس کی اطاعت میں اپنی زندگی کا ہر لمحہ بسر نہیں کرتا اُس وقت تک وہ کسی قسم کی فضیلت اور بڑائی کا حقدار نہیں ہو سکتا۔" (الفضل ۱۵ نومبر ۱۹۴۶ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ فرماتے ہیں:-

"آپ پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ نظامِ خلافت کی شکل میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو جو نعمت عطا کی ہے آپ اس کی قدر کریں اور خلافت کے ساتھ وابستہ رہتے ہوئے اللہ تعالیٰ کا پیار حاصل کریں۔"

(افتتاحی خطاب بر موقعہ جماعت ہائے امریکہ ۲۹ ویں سالانہ کنونشن ڈیٹن امریکہ۔ ۶ اگست ۱۹۷۶ء)

نیز فرمایا:-

"اے عزیز بھائیو تو برکات قرب تمہیں عطا ہیں اگر انہیں تا قائم رکھنا چاہتے ہو اور روحانیت میں ترقی کرنا چاہتے ہو تو خلیفۂ وقت کے دامن کو مضبوطی سے پکڑے رکھنا کیونکہ اگر یہ دامن چھوٹا تو محمد رسول صلعم کا دامن چھوٹ جائے گا کیونکہ خلیفۂ وقت اپنی ذات میں کوئی شئے نہیں اسے جو مقام بھی حاصل ہے وہ محمد رسول صلعم کا دیا ہوا مقام ہے۔ پس اللہ تعالےٰ ایسا سامان پیدا کرے کہ ہم میں استغنائی طور پر کبھی کوئی ایسا بدقسمت پیدا نہ ہو۔" (الفضل جلسہ سالانہ نمبر ۱۳ دسمبر ۱۹۶۹ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:-

"آپ یاد رکھیں اگر خلیفۃ المسیح سے آپ کی بیعت سچی ہے اگر خلیفۃ المسیح پر آپ کا اعتقاد ہے آپ جانتے ہیں کہ وہ خدا کی طرف سے ہے اور آج دُنیا میں سب سے زیادہ خدا کی نمائندگی کا اُس کو حق حاصل ہے تو پھر اپنے فیصلوں اپنی آراء کو اُس کی رائے پر اُس کے فیصلے پر کبھی ترجیح نہ دیں۔ اگر آپ نے کبھی ترجیح دی تو حبل اللہ سے آپ کا ہاتھ چھوٹ جائے گا اور قرآن کریم کی یہ آیت وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا آپ کو حفاظت کی کوئی ضمانت نہیں دے گی آپ مشورہ دیتے ہیں اور مشورہ میں تقویٰ ضروری ہے۔ اور بسا اوقات ایک ناتجربہ کار آدمی تقویٰ پر مبنی مشورہ بھی دیتا ہے اور وہ مشورہ قابلِ قبول نہیں ہوتا اس لئے آخری فیصلہ دینا میں نبی اور نبی کے بعد خلیفہ کے ہاتھ میں رکھا گیا ہے۔"

(بحوالہ دی احمدیہ گزٹ امریکہ صفحہ ۵ ۱۹۸۳ء)

پس خلیفۂ وقت کی کامل اطاعت ہم سب پر واضح ہے اور جو شخص بھی اپنی گردن کو اس جوئے سے نکالتا ہے وہ خدا تعالےٰ کے نزدیک فاسقوں میں شمار ہوتا ہے۔ جیسا کہ فرمایا:- وَمَنْ کَفَرَ بَعْدَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الْفٰسِقُوْنَ۔

پس خدا تعالےٰ ہمیں اور ہماری نسلوں کو تا قیامت خلافتِ احمدیہ سے وابستہ رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور خلیفۃ المسیح کی ہر آواز پر لبیک کہتے ہوئے آگے بڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

⊙

اِسْمَعُوْا صَوْتَ السَّمَآءِ جَآءَ الْمَسِیْح جَآءَ الْمَسِیْح
نیز بشنو از زمیں آمد امام کامگار
ایک زمانہ کے بعد اب آئی ہے یہ ٹھنڈی ہوا
پھر خدا جانے کہ کب آویں یہ دن اور یہ بہار

(کلام امام الزمان)

دورِ خلافتِ رابعہ کے دو عظیم الشان نشان

از مکرم عبد المالک صاحب لاہور۔ پاکستان

روز مرہ کی اِس زندگی میں اللہ تعالیٰ کی ہستی کا ایک زندہ ثبوت اس کی دو صفات سے خصوصیت سے ظاہر ہوتا ہے۔ ایک سمیع یعنی التجا اور درخواست کو سننے والا اور دوسرا مجیب یعنی جواب دینے والا۔ ہر انسان کسی نہ کسی رنگ میں اس کو پکارتا ہے اور وہ اس کو جواب دیتا ہے ایسا کیوں نہ ہو جب کہ اس کا اپنا وعدہ ہے کہ کوئی پکارنے والا ہے جو مجھے پکارے اور میں اس کو جواب دوں یہ تو تمام انسانوں کے ساتھ سلوک ہے مگر وہ جن کو وہ خود چُن لیتا ہے۔ ان کو قبولیتِ دُعا کے خصوصی نشانات سے نوازتا ہے۔ یہ عجائبات اور کراماتیں ہر دور میں ظاہر ہوتی ہیں تاکہ انسان سے خدا تعالیٰ کا تعلق اور مضبوط ہو اور ایمان میں زیادتی کا موجب بنے۔

جماعت احمدیہ کی تاریخ ان زندہ نشانوں سے بھری پڑی ہے۔ مگر بعض اوقات نشان ہوتے ہیں جو کہ انسان کی ذات کے متعلق ہوتے ہیں ان کا تعلق صرف اس شخص کے ساتھ ہوتا ہے یا پھر بعض خاندانوں کے ساتھ ہوتا ہے۔ لیکن ان سب سے بڑھ کر بعض نشانات ایسے ہوتے ہیں جن کا تعلق تمام اقوام کے لئے۔ تمام ملکوں کے لئے بلکہ تمام دُنیا کے لئے ہوتا ہے تاکہ لوگ زندہ خدا کے ساتھ زندہ تعلق قائم کریں اور اس کی تازہ قدرت کا نظارہ کریں۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے کمال فضل سے خلافتِ رابعہ میں دو نشانات ایسے دکھائے ہیں جن میں کسی انسان کا دخل نہیں ہے بلکہ اس کا تصرف اور قدرت ہے اور ایسے نشان ہزاروں سال بعد ظاہر ہوتے ہیں ان میں سے:۔

(۱) ایک ۱۹۸۴ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کا ظالمانہ آرڈیننس کے نفاذ کے بعد پاکستان سے بحفاظت لندن چلے جانا اور ربوہ سے کراچی تک کا بذریعہ کار دن کے وقت ۸۰۰ میل تقریباً کا سفر کرنا اور کراچی سے لندن بخیریت پہنچ جانا ہے جہاں ہر لحاظ سے ہر قسم کا جان۔ مال عزت کا خطرہ تھا مگر اس محافظِ حقیقی کے قربان جاؤں جس نے اپنی سنّتِ قدیمی کے تحت اپنے پیاروں کی طرح حفاظت کی جس کا کسی کو وہم و گمان بھی نہ تھا اور اپنی صفت ”حفیظ“ کا زندہ ثبوت دیا۔ جس پر جس قدر بھی تا دیات شکر ادا کریں کم ہے۔ ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء۔

(۲) دوسرا اس کی قدرت کا نشان ۱۹۸۸ء میں مباہلہ کے وقت ہوا جو ایک جابر حکمران کی موت کا باعث تھا جس میں کسی انسان کا دخل نہیں ہے۔ اور ہزاروں سال کوشش اور تحقیق کرنے سے بھی کچھ معلوم نہ ہوگا کیونکہ وہ خدا تعالیٰ کی تجلّی کا ظہور تھا جو ہر روز نہیں ہوا کرتا بلکہ ہزاروں سال کے بعد ہوتا ہے۔

پس یہ دونوں نشانات ہیں جن کا خلافتِ رابعہ کے ساتھ تعلق ہے اور جو زندہ ثبوت ہیں اس بات کا کہ خلیفہ خدا بناتا ہے اور خدا تعالیٰ اس کے ساتھ ہوتا ہے جس کو وہ خود چُن لیتا ہے۔ کیونکہ دُنیا میں سب سے زیادہ اس کی دُعائیں سُنی جاتی ہیں اور سب سے زیادہ قبول کی جاتی ہیں کیونکہ وہ سمیع بھی ہے اور مجیب بھی۔

اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ ہر آن ہم سب کو خلیفۂ وقت کے ہر حکم پر عمل کرنے کی توفیق دے اور ہر اس فعل کی توفیق دے جس سے وہ راضی ہو۔

اے سمیع خدا ہماری التجاؤں کو سُن اور اے مجیب خدا ان کو شرفِ قبولیت سے نواز کیونکہ تو سب سے زیادہ سمیع ہے اور سب سے زیادہ مجیب ہے۔

کوئی ضائع نہیں ہوتا جو ترا طالب ہے
کوئی رسوا نہیں ہوتا جو ہے جویاں تیرا
آسماں پر سے فرشتے بھی مدد کرتے ہیں
کوئی ہو جائے اگر بندۂ فرماں تیرا
(کلام حضرت مسیح موعودؑ)

تحریکِ خلافت ضروری ہے

نوٹ:۔ مکرم یوسف علی صاحب آف لاتور مہاراشٹر کا ایک فکر انگیز مضمون ہفت روزہ ”ہمارا قدم“ نئی دہلی کے شکریہ کے ساتھ قارئین بدر کے ازدیادِ علم کے لئے پیش ہے۔ (ادارہ)

موجودہ دور میں سیاسی و مذہبی قائدین کے لئے قومی مسائل کا حل ممکن نہیں ہے۔ اس وقت دُنیا بھر کے مسلمان مشکلات سے دوچار ہیں۔ تمام دُنیا پر یہود و نصاریٰ کا غلبہ ہے۔ دیگر اقوام مسلمانوں پر عذاب بن کر ٹوٹ رہی ہیں۔ آج کل نمازیوں کی تعداد میں اضافہ اور مساجد کی توسیع ہو رہی ہے اور صلوٰۃ کی دعوت اور چلّے کئے جا رہے ہیں۔ اجتماعات ہو رہے ہیں۔ ساتھ میں مسلمان ایک دوسرے پر کفر کا الزام لگا رہے ہیں۔ جس کی رو سے ایک مسلمان بھی کفر کی زد سے بچ نہیں سکتا۔ وہ لوگوں کو جہنم میں ڈالنے کے لئے بیقرار ہیں مگر جنّت میں پہنچانے کے لئے ان کے اندر کوئی تڑپ نہیں پائی جاتی۔ مسلمان آپس میں کٹ رہے ہیں۔ دُنیا میں کوئی ایسی جگہ نہیں جہاں امن سے رہ سکیں۔ ہر جگہ خطرہ موجود ہے۔ بحر و بر میں فساد ہی فساد ہے خون کی ہولی کھیلی جا رہی ہے۔ کوئی دُعا کر رہا ہے کہ خدایا مہدی کو بھیج دے یا خالد کو مگر دُعا مستجاب نہیں ہو رہی ہے حالت یہ ہو گئی ہے کہ کوئی مہدی آ بھی جائے تو اس کی تصدیق کرنے والا نہیں ملے گا۔ ہر زمانے میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی ہدایت کے لئے انہیں میں سے کسی کو کھڑا کیا ہے۔ موجودہ مشکلات کا حل اس کے پاس ہوتا ہے مگر لوگ متوجہ نہیں ہوتے کیونکہ عارفانہ نظر کی ضرورت ہوتی ہے۔ جیسا کہ حدیث میں ہے جس نے اپنے زمانہ کے امام کو نہیں پہچانا وہ جہالت کی موت مرا۔ اہل اللہ حیدرآباد نے آصف جاہ سابع و سلطان ابن سعود کو خلافت پر توجہ دلائی تھی لیکن صدا بصحرا ہوئی امن دینے والے غیروں سے امن مانگ رہے ہیں۔ آج کے سیاسی و مذہبی رہنما قوم کو آگے کر کے خود پیچھے رہ کر اپنے آپ کو محفوظ رکھتے ہیں۔ کسی ایک جگہ کا قائد ساری دُنیا کی رہبری نہیں کر سکتا۔ مرکزی قائد خلیفہ ہوتا ہے جو مکالمہ و مکاشفہ و مخاطبت الٰہی سے سرفراز رہتا ہے۔ فقر و فاقہ میں کامل متبع حضور سرورِ کائنات و صحابہ کا نمونہ ہوتا ہے جو اپنے اندر سارے جہاں کا درد رکھتا ہے۔ قوم کا فرد جہاں کہیں بھی ہو اگر اسے کانٹا چبھے تو اپنے جسم میں درد محسوس کرتا ہے۔ اور اس کا علاج تجویز کرتا ہے اور تائید ایزدی اس کے ساتھ ہوتی ہے۔ اس کے رفقاء کار نیک صالح بندے ہوتے ہیں۔ جب کہیں اُس سے لغزش ہوتی ہے۔ وہ فوراً ٹوک دیتے ہیں۔ ہر میدان کارزار میں ملائک کا نزول ہوتا ہے۔ نصرت و کامرانی اس کے قدم چومتی ہے۔ دوسروں کی سلامتی کی خاطر اپنے امن و سلامتی کو برباد کر دیتا ہے۔ آسمانی جنّت ارضی جنّت میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ اسلام کا تابناک دورِ خلافتِ راشدہ تک رہا۔ اس کے بعد نام نہاد خلافت چلی آخری خلافت کو مصطفیٰ کمال نے ختم کر دیا۔ اب از روئے قرآن و حدیث خلافت کا کھڑا ہونا ضروری ہے۔ موجودہ دور کے ہر مرض کی دوا خلافت ہے۔ پھر سے تحریکِ خلافت کی ضرورت ہے۔ جو ہمارے خوف کو امن میں بدل سکتی ہے۔

خاکسار
میر یوسف علی لیبر کالونی۔ ایس۔ آر۔ ٹی
200 - صوفیہ مسجد لاتور
P.O. LATOOR — 413512
(MAHARASHTRA.)

(ہفت روزہ ”ہمارا قدم“ نئی دہلی ۵ تا ۱۱ اگست ۱۹۹۱ء صفحہ ۱۶)

”یقیناً یاد رکھو کہ کوئی عمل خدا تک نہیں پہنچ سکتا جو تقویٰ سے خالی ہو“
(فرمان حضرت مسیح موعودؑ)

خلافت ہے سراسر مہبطِ الطافِ ربّانی

خلافت نے کیا کونین کا مقصود آدم کو
خلافت نے فرشتوں کا کیا مسجود آدم کو

خدا کا ہاتھ ہوتا ہے خلافت کے ارادوں میں
مرادیں حق کی شامل ہیں خلافت کی مرادوں میں

خلافت شہپر پرواز آدم کی توانائی
ید بیضا خلافت ہے خلافت ہے مسیحائی

خلافت ناتوانوں کی توانائی کا سرمایہ
خلافت ہے غریبوں پر خدا کے فضل کا سایہ

خلافت سے میسر دین کو تمکین ہوتی ہے
خلافت میں سراسر قوت تکوین ہوتی ہے

خلافت مرکز پرکار جوشش کامرانی ہے
خلافت کیا ہے اکسیر حیات جاودانی ہے

خلافت ہے دلیل ایمان کی اور نیکوکاری کی
خلافت ہے دلیل امت پہ لطف و فضل باری کی

خلافت میں نہاں راز دوام شاد کامی ہے
خدا ہے حریت جس پر خلافت کی غلامی ہے

خلافت سے عبادت زندگی کا نور پاتی ہے
نشاط جانفروز جلوہ ہائے طور پاتی ہے

خلافت عصمت صغریٰ عطا کرتی ہے ملت کو
ہلاکت سے مصیبت سے بچا لیتی ہے امت کو

خلافت کے وسیلے سے جہاں زیر نگیں کر لو
جہاں کا ذکر کیا کون و مکاں زیر نگیں کر لو

خلافت ہی بالفاظ دگر ہے قدرتِ ثانی
جہاں کی بزم میں آئینہ دار شانِ رحمانی

ہیں پھل نخل خلافت کے جہانگیری جہانبانی
خلافت ہے سراسر مہبطِ الطافِ ربانی

خلافت سے اشاعت حق کی دنیا کے کناروں تک
صداقت پھیلتی ہے ریگ زاروں کہساروں تک

خلافت مذہب اسلام میں موعود ربانی
بغیر اس کے پنپ سکتی نہیں شاخ مسلمانی

خلافت شاہبازوں سے ممولوں کو لڑاتی ہے
یہی آئین فطرت ہے خلافت غالب آتی ہے

خلافت سے شعور قوم کو تابندگی حاصل
اسی کے فیض سے تنظیم کو پائندگی حاصل

خلافت ضامن امن حقیقی خوف سے خالی
اسی سے وحدت باری کی پاتی ہے نمو ڈالی

خلافت سے خزف ریزے بہا پاتے ہیں گوہر کی
چمک ذروں میں آجاتی ہے نمایاں مہر انور کی

حصارِ عافیت ہے خیر و خوبی کا خزانہ ہے
خلافت سے جدا ہونا شعار فاسقانہ ہے

میر اللہ بخش تسنیم

جماعتہائے احمدیہ بھارت کے رمضان المبارک میں لیل و نہار

رمضان کا مبارک مہینہ تلاوت قرآن مجید عبادات و نوافل کا موسم بہار ہوتا ہے جس میں عام دنوں کی نسبت بہت بڑھ کر اعمال صالحہ بجا لانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ درج ذیل جماعتوں کی طرف سے اس سلسلہ میں کی جانے والی مساعی بغرض اشاعت موصول ہوئی ہے۔ (ادارہ)

آنڈا پورم مکرم مولوی ٹی ایم محمد صاحب مبلغ سلسلہ نے رمضان میں نماز تراویح پڑھانے کے علاوہ قرآن مجید و حدیث کا درس دیا۔ خدام و اطفال الاحمدیہ کی تعلیم القرآن کلاسز بھی لگتی رہیں رمضان کے مشاغل میں احباب و مستورات نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ کچھ احباب نے اعتکاف کی سعادت حاصل کی۔ (اے عبدالرحمٰن جنرل سیکرٹری)

منارگھاٹ رمضان المبارک میں روزانہ مسجد میں نماز تراویح کے بعد حدیث شریف کا درس دیا گیا۔ بعد نماز فجر درس القرآن ہوتا۔ ۳ اپریل کو بعد نماز مغرب اجتماعی دعا ہوئی۔ رمضان کے مبارک پروگراموں میں احباب و مستورات نے بذوق و شوق حصہ لیا۔ (سی ایچ عبدالرحمٰن)

سورب امسال جماعت احمدیہ سورب کو اپنی شاندار مسجد تعمیر کرنے کی توفیق ملی جس کا نام حضرت امیر المؤمنین نے "بیت النصر" تجویز فرمایا۔ یکم رمضان سے مسجد میں نمازیں ادا ہونی شروع ہوئیں۔ نماز تراویح کے علاوہ صبح شام قرآن مجید اور حدیث شریف کا درس دیا گیا۔ رمضان میں ہی حضور انور کی جلسہ سالانہ قادیان کی ویڈیو کیسٹ دکھائی گئی۔ (محمد نذیر مبشر مبلغ سلسلہ)

یادگیر رمضان المبارک نہایت اہتمام کے ساتھ منانے کی توفیق ملی۔ بعد نماز فجر حدیث شریف اور بعد نماز عصر قرآن مجید کا درس ہوتا رہا نماز تراویح کا بھی باقاعدہ انتظام تھا جس کی سعادت خدا تعالیٰ نے خاکسار اور محترم محمد رفعت اللہ غوری صاحب کو عطا فرمائی۔ بعد تراویح ہر روز ایک ایک خادم کی رمضان کی فضیلت اور مسائل رمضان پر تقریر ہوتی۔ شام کو اجتماعی طور پر افطاری کی جاتی جماعت کے مخیر احباب نے پورا ماہ اجتماعی سحری کا اور ۱۰ مرتبہ پوری جماعت کے لئے شام کے کھانے کا انتظام فرمایا۔ کھانا کھلانے کے فرائض قائد صاحب کی سرکردگی میں خدام نے انجام دیئے۔ ۱۸ مرد و زن نے اعتکاف کی سعادت پائی۔ آخری عشرہ میں باجماعت نماز تہجد مکرم مولوی محمد امام صاحب غوری نے پڑھائی۔ ۲۷ رمضان المبارک کو بعد نماز عشاء تربیتی جلسہ ہوا جس میں رمضان المبارک کی اہمیت و برکت پر روشنی ڈالی گئی۔ ۲۹ رمضان کو اجتماعی دعا محترم امیر صاحب جماعت احمدیہ یادگیر نے کرائی۔ جملہ پروگراموں میں احباب و مستورات نے بذوق و شوق حصہ لیا۔ (سید کلیم الدین احمد مبلغ سلسلہ)

مرکیرہ رمضان کا مہینہ شروع ہوتے ہی تمام احمدی زیادہ سے زیادہ برکات حاصل کرنے کیلئے مستعد ہوئے احباب و مستورات و اطفال نے نماز تراویح اور درس و تدریس میں کافی تعداد میں شرکت کی۔ پورا ماہ احمدیہ مشن میں مخیر احباب کی طرف سے اجتماعی افطاری کا انتظام ہوا مکرم حافظ بشیر احمد صاحب اور خاکسار کو تراویح پڑھانے کی سعادت ملی۔ نماز تراویح کے بعد خاکسار حدیث کا درس دیتا رہا۔ نماز فجر کے بعد قرآن مجید کا درس ہوتا۔ احباب جماعت نے عبادات تلاوت درس قرآن حدیث اور صدقہ و خیرات کی ادائیگی میں بڑے جوش و خروش کے ساتھ حصہ لیا۔ ۴ اپریل کو نماز عید ادا کی گئی۔ (رفیق احمد طارق مبلغ سلسلہ)

تالبرکوٹ پورا ماہ خدام نے قرآن مجید کی تلاوت بلند آواز میں کرکے احباب کو سحری کیلئے بیدار کیا۔ نمازوں کی پابندی اور روزوں کی طرف خصوصی توجہ دی گئی احباب و مستورات نے کثیر تعداد میں درس و تدریس میں شرکت کی۔ مسجد کی رونق روزہ داروں کی مصروفیت اور تسبیح و درود شریف کی بات پر رونق ہوگئے۔ ۲۹ رمضان کو اجتماعی دعا ہوئی۔ اگلے روز نماز عید ادا کی گئی۔ (راحت اللہ خان معلم وقف جدید)

امروہہ اس بابرکت مہینہ میں پنجوقتہ باجماعت نماز کے علاوہ تراویح تہجد نوافل دیگر عبادات کے ساتھ درس و تدریس اور ہر روز مسجد میں افطاری کا انتظام کیا گیا ۲ اپریل کو روزہ افطار کا انتظام کیا گیا معززین شہر نیز موکیش کمار صاحب S.D.M امروہہ جناب فاروق احمد صاحب تحصیلدار نیز نائب چیئرمین ادتے جین صاحب امروہہ اور کثیر تعداد میں غیر مسلم و غیر احمدی احباب نے شرکت کی معززین امروہہ کو جماعت احمدیہ کا لٹریچر بھی دیا گیا اور جماعت کا تعارف کرایا۔ عید کی نماز ۹ بجے احمدیہ مسجد میں ادا کی گئی جس کی رپورٹ مقامی اخبارات میں شائع ہوئی۔

خلافت - احمدیت کی عظیم الشان صداقت - بقیہ اداریہ صفحہ (۲)

مزید یہ کہ نہ صرف قیامِ خلافت کا وعدہ جماعتِ احمدیہ کے حق میں پورا ہو رہا ہے بلکہ خلافتِ حقہ اسلامیہ کی چمکتی ہوئی نشانیاں یعنی دین کی مضبوطی۔ خوف کا امن سے بدل جانا خواہ بھٹو اور ضیاء الحق جیسے حکمرانوں کی حکومتیں بھی ٹکرلیں۔ عبادتِ الٰہی کا ایک قسلبی نظام جس میں زور زبردستی سے نہیں بلکہ دِل کی خوشی سے باوجود روکے جانے، ستائے جانے اور طرح طرح کے ظلم وستم ڈھائے جانے کے کلمہ طیبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کا نعرہ بلند کیا جا رہا ہے۔ جہاں راتوں کو سجدہ گاہیں تر ہوتی ہیں اور دن ذکرِ الٰہی سے معمور اور جس مبارک ماحول میں خلافت کی برکتوں کے باعث شرک کا نام و نشان نہیں ملتا۔

سوچنے والی بات ہے کہ تمام عالمِ اسلام کو چھوڑ کر وعدۂ الٰہی کا جماعتِ احمدیہ میں پورا ہونا اور سچی خلافت کی تمام تر نشانیوں کا ظاہر ہونا احمدیت کی صداقت کی دلیل نہیں تو اور کیا ہے؟ ورنہ جس طرح ضیاء الحق نے اپنے زمانہ میں چاہا تھا کہ خلیفہ برحق حضرت مرزا طاہر احمد ایدہ اللہ تعالےٰ کو قید کر دے اور اُن کو تمام اِسلامی خدمتوں سے جن میں وہ دن رات مصروف رہتے ہیں محروم کر دے۔ کم ازکم اُس وقت خدا کے لئے موقع تھا کہ اگر پہلے اکیلا کچھ نہیں کر سکتا تھا تو اب ایک "شیر مرد" کی مدد سے خلافتِ احمدیہ کا خاتمہ کر دیتا۔ پس برائے خدا خود ہی سوچو کہ اپنے اِس قول و فعل سے کیوں قادرِ مطلق خدا کو ہنسی کا نشانہ بناتے ہو ــ!!

وقت ہے کہ آج بھی رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وسلّم کی پیشگوئی کے مطابق قائم ہونے والی اِس خلافتِ حقہ اسلامیہ کی قدر کرو، ورنہ قرآنِ مجید کی اِس وعید کا نشانہ بننے کے لئے تیار رہو:-

" اور جو لوگ اس کے بعد بھی انکار کریں گے وہ نافرمانوں میں سے قرار دیئے جائیں گے "

ــــ

ہم اپنا فرض دوستو اَب کر چکے اَدا
اب بھی اگر نہ سمجھو تو سمجھائے گا خُدا

(مُنیر احمد خادم)

○

بقیہ صفحہ (۱۵)

محمد رسول اللہ کی بیعت کی ہوئی ہے۔ کلمہ طیبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ پر میرا ایمان ہے تو پھر اَور کسی کی بیعت کی کیا ضرورت؟ ہاں ٹھیک ہے احمدیت کی تعلیم عمدہ ہے اور قابلِ ستائش بھی۔ قدرت کے کرشمے بھی عجیب ہیں اچانک موصوف کو اپنے پُرانے کتب خانہ سے مذکورہ بالا کتاب ہاتھ لگی۔ جس میں آپ نے خلیفہ برحق کی علامات پڑھیں اور ساتھ ہی یہ بھی کہ اُس کی بیعت لازمی ہے۔ تب موصوف از خود خاکسار کے پاس کشاں کشاں مسکراتے ہوئے تشریف لائے۔ اور فرمایا کہ مَیں سمجھ گیا، سمجھ گیا۔ میری بیعت لیں، بس میری بیعت لیں۔ خُدا کا شکر ہے آج وہ دوست اپنی فیملی کے ساتھ ایک مخلص احمدی ہیں۔ فالحمد للّٰہ علیٰ ذٰلک۔ اب خاکسار اپنے نفسِ مضمون کو سیدنا حضرت محمود المصلح الموعودؓ کے اِس بیان پر ختم کرتا ہے:-

" خلافت اسلام کے اہم مسائل میں سے ایک مسئلہ ہے۔ اور اسلام کبھی ترقی نہیں کر سکتا جب تک خلافت نہ ہو۔ ہمیشہ خلفاء کے ذریعہ اسلام نے ترقی کی ہے اور آئندہ بھی اسی کے ذریعہ سے ترقی کرے گا۔ اور ہمیشہ خدا تعالیٰ خلفاء مقرر کرتا رہا ہے اور آئندہ بھی خدا تعالیٰ ہی خلفاء مقرر کرے گا۔" (بحوالہ تفسیر سُورۃ النور ص۱۹۔ درس القرآن)

ولادت

مورخہ ۱۲ نومبر ۹۱ء کو مکرم مولوی محمد اسماعیل طاہر صاحب مبلغ سلسلہ کے ہاں لڑکا تولد ہُوا ہے۔ حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے بچے کا نام "محمد طلحہ" تجویز فرمایا ہے جو کہ "وقفِ نو" کے تحت وقف ہے۔ نومولود مکرم غلام رسول صاحب بانڈے آف ماندرجن کا پوتا اور مکرم قریشی سعید احمد صاحب مرحوم درویش قادیان کا نواسہ ہے۔ بچے کی صحت وسلامتی، درازیٔ عمر، صالح وخادمِ دین بننے کے لئے درخواستِ دُعا ہے۔ مکرم مولوی صاحب نیپال میں احمدیت کی ترقی اور مخالفین کے ہر شر سے بچنے کے لئے درخواستِ دُعا کرتے ہیں۔

(ادارہ)

خلافتِ حقہ اسلامیہ احمدیہ ــــ بقیہ صفحہ (۱۴)

۵۔ ثُمَّ تَكُوْنُ خِلَافَةٌ عَلٰى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ یعنی نبوت کے طریق والی خلافت۔ (مسند احمد بحوالہ مشکوٰۃ باب الانذار والتحذیر ص۴۶۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کی حدیث نقل کرنے کے بعد لکھا ہے:-

" اَلظَّاهِرُ اَنَّ الْمُرَادَ بِهٖ زَمَنُ عِيْسٰى وَالْمَهْدِىِّ۔" (مشکوٰۃ اصح المطابع کراچی ص۴۶۱)

یعنی یہ بات ظاہر ہے کہ خلافت علیٰ منہاج نبوت سے مراد مسیح اور مہدی کے دَور کی خلافت ہے۔

اللہ تعالےٰ نے اپنے وعدہ کے مطابق اسلام کی کشتی کو منجدھار سے پار لگانے کے لئے سیدنا حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کو عین وقت پر دُنیا کی ہدایت کے لئے مبعوث فرمایا۔ آپ کی جماعت روحانی واخلاقی اوصافِ حمیدہ سے متصف، الٰہی تائیدات کے سبب تدریجی ترقی کرتی ہوئی عُروج کی منازل کی طرف گامزن ہے۔ جماعت میں مضبوط، ٹھوس اور پائیدار نظامِ خلافت قائم ہے۔ جو قرآنِ مجید کی آیتِ استخلاف کے تحت خدا تعالیٰ کے اِذن سے قائم ہُوا۔ اِس عظیم الشان نظامِ خلافت کی پیروی کرنے والی نہایت فرمانبردار۔ جاں نثار اور عقیدت شعار فعّال جماعت موجود ہے۔ جو خلافتِ راشدہ کی مانند اپنے خلیفہ کی ہر معروف بات پر تن، من، دھن سے قربان ہے۔

سو یہی وہ زمانہ ہے جس میں حقیقتِ محمدی حقیقتِ احمدی کے نام سے موسوم ہوئی ہے۔ اور احمدیت خدا تعالیٰ کی اَحَدِیّت کا مظہر ہے۔ (زاد المعاد ص۱۵۱) خلافتِ احمدیہ مردِ مرتاض کے لئے آبِ حیات ہے۔ اسلاف کے قلب وجگر کے متمنی لوگوں کے لئے اَسلاف کے نقشِ قدم پر چلنے والے احمدی لوگوں کی خلافت بُنیان مَرصُوص ہے۔ منتشر اور متفرق، مایوس مگر بہی خواہانِ اسلام کے لئے خلافتِ احمدیہ اتحاد کا واحد ذریعہ ہے۔

اعلاناتِ نکاح

● ــ مورخہ ۱۱ مارچ ۹۲ء کو مکرم اعجاز احمد شاہ صاحب ابن مکرم حبیب اللہ شاہ صاحب ساکن گنگٹوک سِکم کا نکاح مکرمہ فیروزہ بیگم صاحبہ بنت مکرم سراج الدین احمد صاحب ساکن دارجلنگ کے ساتھ مبلغ پانچسو روپے دو اشرفی حقِ مہر پر پڑھا گیا۔ مکرم اعجاز احمد صاحب کی والدہ -/۵۰۱ روپیہ اعانتِ بدر میں ادا کر کے رشتہ کے بابرکت ہونے اور جماعت کی ترقی کے لئے درخواستِ دُعا کرتی ہیں۔ (عبد المومن راشد مبلغ سلسلہ)

● ــ خاکسار کی بیٹی عزیزہ امۃ الحسیب کا نکاح عزیز عرفان عاصم صاحب ابن مکرم چوہدری محمد رمضان صاحب ساکن فرینکفرٹ (مغربی جرمنی) کے ساتھ مبلغ پانچ ہزار .D. M (مغربی جرمنی کی کرنسی) حق مہر پر محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ وامیر جماعتِ احمدیہ قادیان نے ۲۰ مارچ ۹۲ء کو مسجد مبارک قادیان میں پڑھا۔ -/۲۵ روپے اعانتِ بدر ادا کرتے ہوئے قارئین کی خدمت میں رشتہ کے بابرکت ہونے کے لئے درخواستِ دُعا ہے۔ (غلام قادر درویش قادیان)

● ــ مکرم عبد المجید صاحب ولد مکرم محمد یوسف صاحب ساکن ٹھٹھل کوٹ کا نکاح مکرمہ ظریفہ بیگم صاحبہ بنت مکرم عبد الرحمٰن صاحب صدر جماعت کے ہمراہ پانچ ہزار روپے حق مہر پر بمقام ہموسان پڑھا گیا۔

● ــ مکرم عبد الرشید صاحب ولد مکرم محمد بشیر صاحب ساکن ہموسان کا نکاح مکرمہ شاہدہ بیگم صاحبہ بنت مکرم محمد یوسف صاحب ساکن ٹھٹھل کوٹ کے ہمراہ چار ہزار روپے حق مہر پر بمقام ٹھٹھل کوٹ پڑھا گیا۔ موقعہ پر ہی ہر دو کی تقریبِ شادی و رخصتانہ عمل میں آئی۔ مکرم عبد المجید صاحب -/۴۰ روپے اعانتِ بدر ادا کرتے ہوئے رشتوں کے بابرکت ہونے کے لئے درخواستِ دُعا کرتے ہیں۔

● ــ مکرم عبد الرشید صاحب ابن مکرم نظام الدین صاحب ساکن لوٹر کوٹ کا نکاح مکرمہ مشتاق بیگم صاحبہ بنت مکرم بشیر احمد صاحب ساکن کالابن کے ساتھ گیارہ ہزار دوسو روپے حق مہر پر مکرم محمد شفیع صاحب صدر جماعتِ احمدیہ چارکوٹ نے پڑھا۔ مکرم عبد الرشید صاحب -/۲۰ روپے اعانتِ بدر ادا کرتے ہوئے رشتہ کے بابرکت ہونے کے لئے درخواستِ دُعا کرتے ہیں۔ (بشارت احمد محمود مبلغ سلسلہ)

● ــ مکرم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ وامیر جماعتِ احمدیہ قادیان نے مورخہ ۲۵ مارچ ۹۲ء کو بعد نمازِ ظہر مسجد مبارک میں خاکسار کے بیٹے مکرم اسرائیل احمد صاحب کا نکاح مکرمہ عفت شیریں صاحبہ بنت مکرم نسیم احمد صاحب مرحوم ساکن اکرام نگر مونگھیر (بہار) کے ساتھ مبلغ چھ ہزار چھ سو چھیاسٹھ روپے حق مہر پر پڑھا۔ قارئینِ بدر سے رشتہ کے ہر لحاظ سے بابرکت اور مثمر بہ ثمراتِ حسنہ ہونے کے لئے درخواستِ دُعا ہے۔ (خاکسار: خورشید احمد پربھاکر درویش قادیان)

● ــ مکرم منور علی شاہد صاحب ابن مکرم احمد علی سراج صاحب لاہور کی تقریبِ شادی ہمراہ مکرمہ نصرت کوثر صاحبہ بنت مکرم میاں عبد الرشید صاحب لاہور مورخہ ۲ جنوری ۹۲ء کو انجام پائی۔ موصوف کا نکاح ۲۷ دسمبر ۹۱ء کو دار الذکر لاہور میں مکرم مولانا بشیر الدین صاحب مُربّی سلسلہ نے پندرہ ہزار روپے حق مہر پر پڑھا تھا۔ رشتہ کے ہر لحاظ سے بابرکت ہونے کے لئے درخواستِ دُعا ہے۔

(عبد المالک نمائندہ الفضل لاہور)

عیدالاضحیہ کے موقعہ پر قادیان میں قربانی کا انتظام

حضرت رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر صاحب استطاعت مسلمان پر عیدالاضحیہ کی قربانی دینے کو ضروری قرار دیا ہے۔ ارشادِ گرامی کے مطابق احبابِ جماعت مقامی طور پر قربانی دیتے ہیں۔ اور بعض دوست یہ خواہش کرتے ہیں کہ ان کی طرف سے عیدالاضحیہ کے موقعہ پر قادیان میں قربانی دینے کا انتظام کر دیا جائے۔ تو امارتِ مقامی کی طرف سے ہر سال ایسا انتظام کر دیا جاتا ہے۔

بعض مخلصینِ جماعت نے اس سال قادیان میں اُن کی طرف سے عیدالاضحیہ کے موقعہ پر قربانی کا انتظام کروائے جانے کی خواہش کا اظہار کرتے ہوئے ایک جانور کی قیمت کا اندازہ دریافت کیا ہے۔ سو ایسے احباب کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ قربانی کی شرائط کو پورا کرنے والے جانور کی اوسط قیمت -/720 روپے ہے۔ بعض احباب کی خواہش ہوتی ہے کہ عید کے موقعہ پر اچھے جانور کی قربانی کی جائے تو اس امر کا خیال رہے کہ لازماً ایسے جانور کی قیمت بھی زیادہ ہوگی۔

امیر جماعتِ احمدیہ قادیان

منظوری قائدین مجالس ۹۳-۱۹۹۱ء

درج ذیل قائدینِ مجالس کی منظوری دی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ بہتر رنگ میں خدمت بجالانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت

پنکال	مکرم عبدالنعیم خان صاحب	کوریل	مکرم سید عبدالشکور صاحب
ترگاؤں	مکرم ارادت خان صاحب	یاری پورہ	مکرم وسیم احمد خان صاحب
جڑچرلہ	مکرم میر احمد فاروق صاحب	ناصرآباد	مکرم سریر احمد صاحب لون
کالابن لوہارکہ	مکرم سفیر احمد صاحب	خانپور ملکی	مکرم اطہر حسین صاحب

ضروری وضاحت!

بسلسلہ انتخاب نمائندگان مجلسِ شوریٰ خدام الاحمدیہ بھارت

بفضلہ تعالیٰ ہر سال سالانہ اجتماع کے موقعہ پر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کی مجلسِ شوریٰ منعقد ہوتی ہے۔ جس میں دیگر امور کے علاوہ ہر دو سال بعد صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کا انتخاب بھی ہوتا ہے۔ مجالس کی طرف سے دستورِ اساسی کی شق نمبر ۴۰ پر کا حقہ عمل نہیں ہو رہا۔ شق نمبر ۴۰ درج ذیل ہے:-

"نمائندگانِ شوریٰ کا انتخاب مجلس کے خدام کی تعداد پر بیس یا بیس کی کسر پر ایک نمائندہ کی صورت میں ہوگا۔ قائدِ مجلس اپنے عہدہ کے لحاظ سے شوریٰ کا رُکن ہوگا۔ لیکن وہ اس تعداد میں شامل ہوگا جس کا کسی مجلس کو حق حاصل ہوگا۔ اگر قائدِ مجلس خود شوریٰ کے اجلاس میں شامل نہ ہو رہا ہو تو پھر متبادل نمائندہ کا تقرر بذریعہ انتخاب ہوگا۔ قائد اپنی جگہ کسی کو نامزد نہیں کر سکے گا۔"

اِس کے مطابق ہر مجلس میں نمائندگانِ شوریٰ کا انتخاب ہونا چاہیئے۔ اگر قائد مجلس خود شوریٰ میں شامل نہ ہو رہے ہوں تو ان کے متبادل کا بھی باقاعدہ انتخاب ہوگا۔ اور منتخب شدہ نام ہی مجلسِ شوریٰ کی نمائندگی میں شامل ہوں گے۔ لہٰذا قائدینِ مجالس اجتماع ۱۹۹۲ء سے قبل اپنی اپنی مجالس میں نمائندگان کا انتخاب کروا کر منتخب شدہ اسماء کی فہرست دفتر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت میں بھجوائیں۔

معتمد مجلس خدام الاحمدیہ بھارت

روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ
شریف جیولرز
پروپرائیٹر:-
حنیف احمد کامران
حاجی شریف احمد
اقصیٰ روڈ۔ ربوہ۔ پاکستان
PHONE:- 04524-649.

طالبانِ دعا:-
آٹو ٹریڈرز
AUTO TRADERS.
۱۶- مینگولین کلکتہ - ۷۰۰۰۰۱

ارشادِ نبویؐ
اَلسَّلَامُ قَبْلَ الْکَلَامِ
(بات کرنے سے پہلے سلام کر لیا کرو)
منجانب:- یکے از اراکین جماعتِ احمدیہ بمبئی

اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ
(پیشکش)
YUBA
QUALITY FOOT WEAR
بانی پولیمرز کلکتہ - ۷۰۰۰۴۶
ٹیلیفون نمبرز:-
43-4028-5137-5206

QURESHI ASSOCIATES
MANUFACTURERS - EXPORTERS - IMPORTERS
HIGHLY FASHION LADIES MADE-UP OF 100% PURE LEATHER, SILK WITH SEQUENCES AND SOLID BRASS NOVELTIES/GIFT ITEMS ETC.
MAILING ADDRESS } 4378/4 B MURARI LAL LANE ANSARI ROAD NEW DELHI-110002 (INDIA)
PHONES:- 011-3263992, 011-3282643
FAX:- 91-11-3755121. SHELKA, NEW DELHI.

بہترین ذکر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اور بہترین دعا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ہے (ترمذی)
C.K. ALAVI RABWAH WOOD INDUSTRIES
MAHDI NAGAR VANIYAMBALAM-679339 (KERALA)
TIMBER LOGS SAWN SIZE
TEAK POLES & WOODEN FURNITURE.

SUPER INTERNATIONAL
PHONE NO. OFF.:- 6378622 RESI.: 6233389.
(PLEASE CONTACT FOR IMPORT AND EXPORT GOODS OF ALL KINDS)
PLOT NO. 6. TARUN BHARAT CO-OP. SOCIETY LTD.
OLD CHAKALA, SAHAR ROAD
(ANDHERI EAST) BOMBAY-400099.

"ہماری اعلیٰ لذات ہمارے خدا میں ہیں۔"
(کشتی نوح)
پیش کرتے ہیں:-
آرام دہ، مضبوط اور دیدہ زیب
ربر شیٹ، ہوائی چپل نیز ربر، پلاسٹک
اور کینوس کے جوتے!!
NIR
Starline
NEW INDIA RUBBER WORKS (P) LTD.
CALCUTTA - 700015.